اطیب النغم

فی

مدح سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۷۶ھ

ترجمہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مکتبہ لدھیانوی

اطیب النغم

فی

مدح سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۷۶ھ

ترجمہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مکتبہ لدھیانوی

اشاعت اول .... فروری ۱۹۹۶ء

قیمت ....

ناشر .... مکتبہ لدھیانوی جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا
نصیر آباد بلاک نمبر ۱۴ کراچی نمبر ۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ

کما صلیتَ علیٰ ابراہیم و علیٰ آلِ ابراہیم

انکَ حمیدٌ مجیدٌ

اللّٰھم بارِک علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ

کما بارکتَ علیٰ ابراہیم و علیٰ آلِ ابراہیم

انکَ حمیدٌ مجیدٌ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعد۔

بعد از حمد وصلوٰۃ یہ ناکارہ محمد یوسف بن اللہ بخش لدھیانوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ اہل شوق ومحبت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ۱۴۱۱ھ میں میرے مخدوم اور ہمارے شیخ قطب الاقطاب مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کے محبوب خلیفہ جناب مولانا محمد یوسف متالا زید مجدہ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مجموعہ نعتیہ بنام اَطْیَبُ النَّغَمْ فِیْ مَدْحِ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بھجوائی اور حکم فرمایا کہ اس کا ترجمہ کر دوں، اس رسالہ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چار قصیدے ہیں پہلا قصیدہ "بائیہ" جو حضرت سواد بن قارب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ کے تتبع میں لکھا گیا ہے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا نام اسی قصیدہ کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ دوسرا قصیدہ "ہمزیہ" جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہرۂ آفاق قصیدہ کے تتبع میں لکھا گیا، اس کے بعد دو قصیدے ہیں "تائیہ" اور "لامیہ"۔ یہ دونوں قصیدے عارفین کے علوم غامضہ پر مشتمل ہیں، یہ دونوں قصیدے اتنے اونچے تھے کہ عوام تو کیا، خواص کی دسترس سے بھی باہر تھے۔ اس لئے پہلی مرتبہ جب اس مجموعہ قصائد کو دیکھا تو ان دونوں قصیدوں کو اردو میں منتقل کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی، اور اس خیال سے کہ مولانا محترم سے اس بارے میں مشورہ کیا جائے گا اس رسالہ کو بحفاظت رکھوا دیا اور پھر یہ رسالہ ایسا طاقِ نسیاں کی زینت بنا کہ ذہن ہی سے نکل گیا۔

ایک دن کسی ضرورت سے پرانے مسودات تلاش کروا رہا تھا کہ "اس رسالہ" پر نظر پڑی، بہت ہی ندامت ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کی نعت شریف کا لذیذ موضوع اور ایک محترم دوست کی فرمائش، مجھ سے اس میں تقصیر ہوئی، چنانچہ فوری طور پر پہلے دو قصیدوں کا ترجمہ کرنے کا ارادہ کر لیا، اور یہ ترجمہ لیکر قبیل رمضان المبارک بارگاہ نبوی (علی صاحبها ألف ألف تحیات وسلام) میں حاضر ہوا اور آخری دو قصیدوں کے بارے میں حضرت مخدوم مولانا متالا زید مجدہ سے مدینہ منورہ ہی میں مشورہ ہوا تو مشورہ میں یہ طے پایا کہ ان دو قصیدوں کا ترجمہ فی الحال رہنے دیا جائے۔

ناشرین نے اس مجموعے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان چار قصائد کے ساتھ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محولہ بالا قصیدہ بھی شائع کر دیا تھا، اس لئے اس کا ترجمہ بھی ناگزیر ہوا، اور حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ کا حوالہ خود حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا اس لئے اس کو تلاش کرنا بھی ضرو ری ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ وہ قصیدہ بھی مل گیا، چنانچہ وہ بھی شائقین اہل محبت ں خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، والحمد للہ۔

حق تعالیٰ شانہ نعت النبی ﷺ کی اس ترجمانی کو قبول فرمائیں اور اس گلدستہ نعت کو آنحضرت ﷺ کی محبت ورضا اور قرب واشتیاق کا ذریعہ بنائیں اور ان اکابر (یعنی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ اس ناکارہ ونالائق امتی کو، اس کے والدین کو، اہل وعیال کو اور دوست احباب کو بھی آنحضرت ﷺ کی شفاعت مقبولہ نصیب فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین.

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اب چند ضروری باتیں بطور مقدمہ لکھتا ہوں

(۱)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قصیدۂ بائیہ حضرت سواد بن قارب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تتبع میں نظم کیا۔ اس لئے حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے قصیدہ کا تعارف ضروری ہے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ابن الکلبی کے بقول یمن کے قبیلہ دوس سے ہے۔ (مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی قبیلہ دوس ہی سے ہے) اور ابن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سدوسی ہیں، قبیلہ بنوسدوس سے ان کا تعلق ہے زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتے تھے۔ (کاہن وہ لوگ کہلاتے تھے جن کا جنات سے رابطہ و تعلق ہوتا تھا، اور وہ ان کے ذریعہ پوشیدہ خبریں معلوم کر کے لوگوں کو بتایا کرتے تھے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ان کی فرمائش پر حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود سنایا، جو درج ذیل ہے، وہ فرماتے ہیں:

ایک رات میں نیم خوابی کی حالت میں تھا کہ میرا دوست جن میرے پاس آیا، اس نے میرا پاؤں ہلایا اور کہا:

"قم یا سواد بن قارب! فافهم و اعقل ان کنت تعقل انه قد بعث رسول من لؤیّ بن غالب یدعو الی اللہ عز و جل و الی عبادته"۔

ترجمہ: ...... "سواد بن قارب اٹھو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو سمجھو اور

عقل سے کام لو۔ لوی بن غالب کے خاندان (یعنی قبیلہ قریش) میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں"۔

اس کے بعد اس نے یہ تین شعر پڑھے:

عجبت للجنّ وتطلابها
وشدّها العیس باقتابها

تھوی الی مکة تبغی الھدی
ما صادق الجنّ ککذابها

فارحل الی الصفوة من ھاشم
لیس قدامها کاذنابها

ترجمہ: ...... "مجھے تعجب ہوتا ہے جنات پر اور ان کے خبریں تلاش کرنے پر، اور اونٹوں پر کجاوے باندھنے پر (یعنی سفر کرنے پر)۔

۲۔ وہ مکہ کی طرف لپکتے ہیں ہدایت کی تلاش میں۔ (یوں تو جنات اکثر جھوٹ بولا کرتے ہیں، مگر سارے جھوٹے بھی نہیں۔ یعنی بعض سچے بھی ہوتے ہیں) اور سچے جنات جھوٹے جنات کی طرح کے نہیں (اور یہ خبر سچے جنات کی ہے۔ اس لئے اس کو صحیح سمجھا جائے)

۳۔ پس اے سواد بن قارب! تم بنو ہاشم کے برگزیدہ شخص کے پاس سفر کر کے جاؤ، ان میں سے جو آگے نکل گیا وہ پیچھے رہ جانے والوں کی مثل نہیں"۔

لیکن میں نے اس کی بات پر توجہ نہیں کی، میں نے اس سے کہا کہ "چھوڑو میاں! مجھ پر نیند کا غلبہ ہے"۔ اس نے اگلی رات پھر یہی بات کہی اور اوپر والے تین شعر بالفاظ متقاربہ دہرائے، میں نے پھر بھی توجہ نہیں

کی' اس سے اگلی رات وہ پھر آیا' پھر وہی گفتگو کی اور اشعار سنائے۔

اس کی مسلسل تین رات کی تلقین سے میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزین ہوگئی اور مجھے اسلام سے رغبت ہوگئی۔ چنانچہ صبح ہوئی تو میں نے اپنی ناقہ تیار کی' اور مکہ مکرمہ کے قصد سے چلا' ابھی راستہ ہی میں تھا کہ مجھے کسی نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں مدینہ پہنچا' اور وہاں پہنچ کر آنحضرت ﷺ کے بارے میں دریافت کیا' بتایا گیا کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں' چنانچہ مسجد تک پہنچا اور اپنی ناقہ کو باندھا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے گرد لوگوں کا حلقہ ہے' میں نے کہا یا رسول اللہ! میری بات سنئے! پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" قریب ہو جاؤ' قریب ہو جاؤ" 'پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے مسلسل قریب ہونے کا کہتے رہے یہاں تک کہ میں آنحضرت ﷺ کے آگے (گویا گھٹنے ملا کر) بیٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' ہاں! اپنی بات پیش کرو' اپنے جن دوست کے آنے کا قصہ سناؤ' میں نے نظم میں قصہ سناتے ہوئے کہا:

اتانی نجیّ بعد ھدءٍ و رقدةٍ
ولم یك فیما قد بلوت بکاذب

ترجمہ : ...... "رات کو جب سکون اور نیند کا وقت ہوا تو میرا سرگوشی کرنے والا دوست (جن) میرے پاس آیا' اور میں نے جہاں تک آزمایا وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا"۔

ثلاث لیال قوله کل لیلةٍ
اتاك رسول من لُوَیّ بن غالب

ترجمہ : ...... "مسلسل تین راتیں آتا رہا' اور ہر رات یہی بات دہراتا

رہا کہ قبیلہ قریش سے ایک عظیم الشان رسول تیرے پاس تشریف لائے ہیں، یعنی مبعوث ہوئے ہیں"۔

فشمرت من ذیل الازار ووسّطَتْ
بی الدعلب الوجنأ بین السباسب

ترجمہ: ......"چنانچہ میں نے کمر ہمت چست باندھی، اور بڑے بڑے رخساروں والی ناقہ مجھے بیابانوں اور جنگلوں کے درمیان لئے پھرتی رہی۔ یعنی جنگلوں اور بیابانوں کی مسافت طے کر کے حاضر ہوا ہوں"۔

فاشهد أن الله لارب غیره
وإنك مامون علی کل غائب

ترجمہ: ......"پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ غیب کی ہر بات پر امین ہیں"۔

یعنی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔ اس لئے غیب کی ہر وہ خبر جو آپ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتی ہے آپ ﷺ اس پر امین ہیں، یعنی اس کو بے کم و کاست بیان فرماتے ہیں۔

وإنك ادنی المرسلین وسیلةً
إلی الله یا ابن الاکرمین الاطایب

ترجمہ: ......"اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ (افضل الرسل ہیں لہٰذا) تمام رسولوں سے بڑھ کر قرب الی اللہ کا ذریعہ ہیں، اے سب سے بڑھ کر پاکیزہ اور سب سے بڑھ کر معزز حضرات کے بیٹے! (مطلب یہ کہ روئے زمین پر کسی کا نسب اتنا پاکیزہ اور معزز نہیں جتنا کہ آپ ﷺ کا ہے)"۔

فمرنا بما يأتيك ياخير من مشى
وان كان فيما جاءَ شيبُ الذوائب

ترجمہ :...... پس اے وہ ذات جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سے سب سے بہتر ہیں! آپ ﷺ کے پاس جو احکام آتے ہیں ہمیں ان کا حکم فرمایئے' خواہ ان احکام کی تعمیل اتنی دشوار ہو کہ اس کی وجہ سے سر کے بال سفید ہو جائیں (تب بھی ہم تعمیل میں کوتاہی نہیں کریں گے)"۔

وكن لى شفيعًا يوم لا ذوشفاعةٍ
سواك بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ :"اور (ایک خصوصی درخواست یہ ہے کہ) میرے لئے سفارشی بن جایئے جس دن کہ آپ ﷺ کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا سواد بن قارب کے کام نہیں آئے گا"۔

پس آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین میرے اسلام لانے پر بہت ہی خوش ہوئے' یہاں تک کہ ان حضرات کے چہرے کھل گئے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے اٹھے' اور ان سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ میں یہ واقعہ خود تمہاری زبان سے سننا چاہتا تھا۔

ماخذ: مستدرك حاكم (۳/ ۶۰۸ - ۶۱۰)
دلائل النبوة بيهقى (۲/ ۳۱ - ۳۲)
مجمع الزوائد (۸/ ۲۵۰)
ابو نعيم في الدلائل (۲۸۰)
الاستيعاب (حاشيه الاصابه، ۲/ ۱۲۳ - ۱۳٤)
الاصابة (۲/ ۹۶)

(۲)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت ﷺ کے شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اپنے قصائد نعتیہ کی وجہ سے شہرۂ آفاق ہے' ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو النجار سے ہے جو خزرج کی شاخ ہے' ان کا نسب یہ ہے:

حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار الانصاری الخزرجی ثم النجاری۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام فُرَیْعَہ بنت خالد بن حبیش بن لوذان ہے۔ والدہ نے بھی اسلام کا زمانہ پایا اور آنحضرت ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کو اپنے منبر شریف پر بٹھاتے تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ کی حمایت میں قریش مکہ کی مذمت کرتے اور آنحضرت ﷺ ان کے لئے تائید روح القدس کی دعا فرماتے تھے:

"اللّٰھم ایّدہ بروح القدس"

(اے اللہ! روح القدس کے ساتھ اس کی تائید فرما!)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ' حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے۔ وہ اس پر کھڑے ہو کر ان قریش کی مذمت میں اشعار پڑھتے تھے جنھوں نے آنحضرت ﷺ کی بدگوئی کی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ فرماتے تھے:

"ان روح القدس مع حسان مادام ینافح عن رسول اللہ ﷺ۔"

ترجمہ: ...... "روح القدس حسان کے ساتھ رہتے ہیں جب تک کہ

وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے دفاع کرتے ہیں"۔

صحیح مسلم باب مناقب حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ:

"ان روح القدس یویدك مانافحت عن الله ورسوله."

ترجمہ: ...... "بلاشبہ روح القدس تمہاری تائید کرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے مدافعت کرتے رہو"۔

نیز آنحضرت ﷺ فرماتے تھے:

"هجاهم حسّان فشفٰی و اشتفٰی"

ترجمہ: ...... "حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی ہجو (مذمت) کی، پس خود بھی دل ٹھنڈا کیا اور دوسروں کا بھی دل ٹھنڈا کر دیا"۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کے شعرا میں سب سے گوئے سبقت لے گئے اور مدح نبوی ﷺ میں ان کے اس قطعہ کا تو جواب نہیں:

واحسن منك لم ترقط عینی
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأً من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: ...... "(۱) آپ ﷺ سے زیادہ حسین شخصیت میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھی اور آپ ﷺ سے زیادہ کوئی صاحب جمال عورتوں

نے نہیں جنا۔

(۲) آپ ﷺ ہر عیب سے مبرا پیدا کئے گئے ہیں گویا جیسا آپ ﷺ چاہتے تھے ویسے پیدا ہوئے"۔

واللہ! یہ چاروں مصرعے سہل ممتنع ہیں' بظاہر انتہائی مبالغہ ہے کہ اس سے بڑھ کر مبالغہ متصور نہیں' حالانکہ اس قطعہ کا ایک ایک حرف صحیح اور صادق ہے کہ اس میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں۔ اسی طرح حضرت حسان ؓ کا "قصیدۂ ہمزیہ" جو پیش نظر مجموعہ میں شامل ہے بہترین قصائد میں سے ہے' خصوصاً اس کا یہ شعر:

هجوت محمداً براً حنيفاً
رسول الله شيمته وفاء
فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمد منكم وقاء

کیوں نہ ہو جب کہ آنحضرت ﷺ کی دعا "اللّٰھم ایدہ بروح القدس" ان کے شامل حال تھی تو دوسرا کوئی شخص ان کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔

نعت گوئی حضرت حسان ؓ کی روح ورواں میں رچ بس گئی تھی' جس عظمت ومحبت اور جس ادب واحترام سے انہوں نے نعت گوئی کا حق ادا کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اس لئے وہ بجا کہتے ہیں:

ما ان مدحت محمداً بمقالتی
ولكن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: ...... "میں نے اپنے کلام سے حضرت محمد ﷺ کی مدح نہیں کی

علمی خاندان، علی اختلاف مسلک و مشرب ایسا نہ ہو گا جو ولی اللّٰہی مکتب کا فیض یافتہ اور ان کے خاندان کا دریوزہ گر نہ ہو۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی رسالہ "سرور المحزون" کا اردو ترجمہ جناب خلیفہ محمد عاقل" نے "سیرت الرسول ﷺ" کے نام سے کیا تھا۔ اس کے شروع میں حضرت شاہ صاحب" کے مختصر سے حالات درج ہیں، جو اس عجالہ کے نہایت مناسب ہیں۔ اس لئے ان کو یہاں نقل کرتا ہوں:

"آفتاب رشد وہدایت حضرت شاہ ولی اللہ ابن مولائی شیخ عبد الرحیم بن شیخ وجیہ الدین رحمتہ اللہ علیہم عربی النسل قریشی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کی پندرہویں پشت کے دادا شیخ شمس الدین مفتی رحمہ اللہ مقام رہتک میں جو اس وقت معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا مقیم ہوئے۔ آپ وہاں منصب قضا پر فائز ہوئے اور آپ کی چند نسلیں اسی منصب قضا پر وہیں گذریں، آپ کی ساتویں پشت شیخ محمود نے منصب قضا سے کنارہ کش ہو کر ملازمت شاہی اختیار فرمائی اور پھر یہ آبائی سلسلہ ہو گیا۔ اخیر میں شیخ وجیہ الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ملازم فوج شاہی تھے اور غالباً سلسلہ ملازمت کی وجہ ہی سے دہلی قیام گاہ بنا، غرض حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ جناب مخدومی شیخ صاحب کی دختر نیک اختر کے بطن مبارک سے چہارم شوال ۱۱۱۴ھ یوم چہار شنبہ (بدھ) طلوع آفتاب کے وقت اپنے ننھیالی قصبہ بھلت (ضلع مظفر نگر) میں تولد ہوئے اور عمر کی چار منزلیں طے کرنے کے بعد پانچویں سال قرآن مجید پڑھنے کے لئے آپ کو مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ اس ہونہار فرزند نے، ساتویں سال ہی قرآن مجید ختم کر لیا اور ضروری ارکان وفرائض بھی اسی مختصر زمانہ میں ساتھ ساتھ سیکھ لئے، ابھی ساتواں سال بھی ختم نہیں ہوا تھا کہ فارسی کی کتابیں شروع کرا

دی گئیں، ایک ہی سال میں فارسی درسی کتب سے فراغت حاصل کر کے عربی صرف و نحو کے مسائل میں مشغول ہو گئے اور جب دسویں سال میں قدم رکھا تو اس وقت آپ شرح ملا جامی پڑھتے تھے۔ مختصر یہ کہ تیرہ سال کی عمر میں یہ باکمال علم کی معراج کمال پر پہنچ گیا، اور قلیل مدت اور چھوٹی سی عمر میں وہ کمال اور ملکہ پیدا کیا کہ آپ کا شمار اہلِ کمال کے زمرہ میں ہونے لگا۔

چودھواں سال شروع ہی تھا کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی[۱] کر دی اور اسی سال دستارِ فضیلت آپ کے فرق مبارک پر رکھ کر درس عام کی اجازت فرما دی، آپ نے اجازت و سند حاصل کرنے کے بعد بغیر امداد استاد، کتب بینی شروع کر دی اور اس میں اس قدر منہمک ہوئے کہ رات دن مطالعہ میں مشغول رہتے اور بقدر ضرورت کھا پی لیا کرتے، سترہویں سال کی ابتدا ہی تھی کہ والد ماجد کا وصال ہو گیا، ان کے انتقال کے بعد آپ نے کتب دینیہ و عقلیہ کا درس دینا شروع کیا، اور ہر علم میں شہرۂ آفاق اور علماً و عملاً مسلم الثبوت استاد مان لئے گئے، بڑے بڑے ماہرین فن آپ کی شاگردی کو مایہ فخر سمجھنے لگے۔ مدرسہ رحیمیہ میں جس کی بنیاد آپ کے والد ماجد ڈال گئے تھے، پورے بارہ برس کاملِ انہماک کے ساتھ درس و تدریس میں مشغول رہنے کے بعد ۱۱۴۳ھ میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور کامل ایک سال مجاورتِ مکہ مکرمہ سے سعادت اندوز رہے اور آرام گاہ سرکار دو عالم ﷺ کی مجاورت سے وہ فیوض اور برکات حاصل کئے کہ:

ع۔ دل او در اندرو او در اندرو در اندر دلِ او۔

---

[۱] روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مولانا شاہ عبدالحئی بڈھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں ہوئی اور وہاں پر آپ کے چھوٹے صاحبزادے محمد حنی کا مزار بھی ہے، نیز پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند سال قصبہ بڈھانہ میں درس حدیث بھی دیا ہے۔ ۱۲

ان واقعات کی تکمیل کے بعد عرب کے بڑے علما اور صلحا شیخ ابو طاہر قدس سرہ، شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن سلمان اور شیخ احمد شناوی و شیخ احمد قشاشی وغیرہ سے سندات حدیث اور خرقہ صوفیہ حاصل فرمائے اور ۱۱۴۴ھ میں مکرر ارکانِ حج ادا فرما کر ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور ۱۴/ رجب بروز جمعہ رونق افروز دہلی ہوئے اور اپنے سابقہ مشغلہ تدریس میں مشغول ہو گئے۔ غرض یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم متداولہ میں نہایت بلند پایہ ہیں، اور آپ کو فنون عقلیہ میں وہ دستگاہ حاصل تھی کہ دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا اور فنِ حدیث میں تو مقتدائے عصر شمار کئے جاتے تھے، آپ کے علم و عمل کا شہرہ ہندوستان سے لے کر عرب و عجم تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کی درسگاہ علم حدیث و تفسیر کا مخزن اور فقہ حنفی کا سرچشمہ تھی۔

مختصر یہ ہے کہ آپ ہی کی وہ ذاتِ والا صفات ہے جس کے سبب سے ہندوستان میں علم کے دریا نے جاری ہو کر تمام ملکوں کو سیراب کیا اور کر رہا ہے۔ آپ نے فارسی اور عربی زبانوں میں مختلف فنون کی کتابیں تصنیف فرمائیں جو اپنی نظیر آپ ہیں، اکیاون کتابوں کی فہرست مولف حیاتِ ولی نے شمار کرائی ہے۔

جس طرح آپ علم ظاہری میں مجتہد وقت اور فخرِ عصر تسلیم کر لئے گئے تھے اسی طرح باطنی علوم میں بھی آپ کا مرتبہ بے حد بلند تھا، چنانچہ آپ کے والد ماجد نے جہاں سترھویں سال درس وتدریس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی آپ کی باطنی استعداد کو دیکھ کر بیعت ارشاد کی اجازت بھی عطا فرما دی تھی۔ جس طرح آپ نے کاملینِ فن سے تحصیل کمال کیا تھا، اسی طرح آپ نے صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کو چن کر ان کی صحبت میں عرفان کے اعلیٰ مدارج بھی طے کر لئے تھے، اور منجملہ ان کے

جب شیخ ابو طاہر مدنی نے روایت حدیث سے معزز فرمایا تو آپ کو اپنے خرقہ مبارک سے بھی زینت دی جو تمام صوفیوں کے خرقوں کا حاوی اور جامع تھا' آپ طرق اربعہ یعنی نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ کے ساتھ مساوی نسبت رکھتے تھے' ۱۱۷۶ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں چند روز معمولی بیمار رہ کر عازمِ سفر آخرت ہوئے' پرانی دہلی میں جو جگہ مہندیوں کے نام سے مشہور ہے وہیں آپ کا مدفن ہے' اس کی داہنی طرف آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف فرزند رشید حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے' آپ نے چار فرزند مشہور اور نامور چھوڑے' حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب' حضرت شاہ رفیع الدین' حضرت شاہ عبدالقادر اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہم"۔

(۴)

حضرت شاہ صاحب" کے دو نعتیہ قصائد۔ قصیدہ بائیہ اور قصیدۂ ہمزیہ کا فارسی ترجمہ حضرت شاہ صاحب" نے خود فرمایا تھا' اور ہر شعر کے الفاظ غریبہ کی شرح بھی تحریر فرمائی تھی۔ اس ناکارہ نے حضرت مصنف" ہی کے ترجمہ کو اردو میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے' گویا "اَطْیَبُ النَّغَم" کو فارسی کے بجائے اردو میں پیش کیا ہے۔ اس اہتمام کی وجہ سے ترجمہ نگار کو تعب بھی اٹھانا پڑا' لیکن کوشش یہی رہی کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلوں۔ البتہ کہیں کہیں مزید فوائد کا اضافہ کر دیا ہے

طبع اول میں افادہ عام کے لئے حضرت مصنف کے اصل فارسی رسالہ کا عکس دیا گیا تھا مگر طبع دوم میں اسے شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قصیدہ پر مطبوعہ نسخہ میں حواشی تھے۔ جو فوٹو میں کٹ گئے، اس ناکارہ نے ان کے بجائے "معلم اکمال المعلم" شرح صحیح مسلم سے قصیدہ کی پوری شرح عربی میں نقل کر دی اور ہر شعر کے نیچے عربی شرح نقل کرنے کے بعد ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ میں ایک دو جگہ شارحین سے الگ روش اختیار کی ہے۔ یہ چونکہ ذوقی چیز ہے اس لئے اہل علم اپنے ذوق کے مطابق ترجمہ نگار کی تصویب یا تغلیط فرما سکتے ہیں۔۔ مثلاً آٹھویں شعر کے ذیل میں شارحین نے لکھا ہے کہ یہ اشعار جن میں شراب وشاہد کا تذکرہ ہے حضرت حسان کے جاہلی شعر ہیں جن کو بطور تشبیب کے یہاں استعمال کر لیا، اگر یہ روایت صحیح ہو تو مجھے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہیں، لیکن یہ قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر بیٹھ کر پڑھا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "اللّٰھم ایدہ بروح القدس" کی دعا کے ساتھ شاعر پر توجہ فرما رہے تھے۔ یہ بات میرے جی کو نہیں لگی کہ اس مقدس محفل میں شاعر کو قصیدہ میں جاہلی اشعار کی پیوند کاری کی کیا ضرورت تھی؟ اس ناکارہ نے اس کی جو توجیہ کی ہے وہ اس محفل قدس کی عظمت کو سامنے رکھ کر کی ہے۔ اگر مندرجہ بالا روایت صحیح ہو تو اس ناکارہ کی توجیہ بظاہر "توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ" کے قبیل سے شمار ہوگی، تاہم اس کو نکتہ بعد الوقوع کی حیثیت سے قبول کر لینے میں پھر بھی کوئی اشکال نہیں ہوگا، واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ.

(۵)

جی چاہتا تھا کہ اس مقدمہ میں "نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے آداب وشرائط پر بھی چند سطریں لکھوں، لیکن بارگاہ نبوی (علی صاحبھا ألف ألف تحیة وسلامٌ) کا ادب "آداب وشرائط" پر قلم اٹھانے سے مانع رہا، خیال ہوا

کہ ''ایاز! قدر خویش بشناس!'' مجھ ایسے ادب ناشناس کو ''آداب و شرائط'' پر گفتگو کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے، اس بارگاہ عالی کا ادب ترک گفتگو اور ''نفس گم کردن'' ہے۔

ادب گاہے ست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

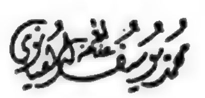
○○○

بے زبانی ترجمان درد دل کچھ ہو تو ہو
ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں؟

اس لئے سردست اس ''وارد'' نے ایسا غلبہ کیا کہ ''جی چاہتا ہے'' کو جی سے نکال دیا۔

وصلی اللہ تعالٰی علی حبیبه وخلیله وخیر خلقه صفوة البریة سیدنا محمدن النبیّ الامیّ وعلٰی آله واصحابه کلما ذکره الذاکرون وکلّما غفل عن ذکره الغافلون وبارك وسلم تسلیما کثیرا.

○○○



۱۳/ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

أَطْيَبُ النَّغَمِ

فِي

مَدْحِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي علّم الإنسان ما لم يعلم وألهمه أصناف العلوم والحكم وصلى الله على سيدنا محمد شفيع المذنبين ووسيلة المقربين وعلى آله وأصحابه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو نہیں جانتا تھا' اور اس کو انواع واقسام کے علوم اور حکمتیں الہام فرمائیں' اور اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائیں ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر' جو گناہگاروں کے شفیع اور مقرب حضرات کا وسیلہ ہیں' اور آپ ﷺ کی سب آل واصحاب پر بھی۔

بعد حمد وصلوۃ کے فقیر ولی اللہ عفی عنہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت سید المرسلین ﷺ کی مدح کرنا' آنحضرت ﷺ کے مناقب کا پھیلانا' اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل کا ذکر کرنا بلاشبہ برکات کا سبب اور درجات کا موجب ہے۔ اور اس فقیر کو توفیق دی گئی کہ مدح نبوی ﷺ میں "قصیدہ بائیہ" نظم کرے جو کہ حضرت سواد بن قارب صحابی رضی اللہ عنہ کے تتبع میں لکھا گیا ہے۔ ان کا قصیدہ عرب اول کے طرز پر بہت ہی بلیغ ہے' پھر وہ آنحضرت ﷺ کے سمع مبارک سے گزرا' اور خاطر مبارک کی پسندیدگی اور قبول کے ساتھ مشرف ہوا ہے۔ (ظاہر ہے کہ یہ شرف بعد کے کسی قصیدے کو کب حاصل ہو سکتا ہے؟)

اس ضعیف کا یہ قصیدہ ہرچند کہ اس مرتبہ کا نہیں ہے کہ ارباب بلاغت کے قصائد کے برابر رکھ کر اس پر فخر کیا جائے' لیکن چونکہ آنحضرت

ﷺ کی نبوت کے دلائل پر مشتمل ہے اور اہم مقاصد کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اس لئے کسی حد تک لطافت سے خالی نہیں ہے۔

اور چونکہ قصیدہ کے بعض الفاظ غرابت (مشکل الفاظ) سے خالی نہیں تھے اس لئے لازم ہوا کہ مختصر طور پر اس کی شرح کی جائے' اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقصد کو فصل کا عنوان دے کر جدا کر دیا جائے' اور اس قصیدہ کا نام "اطیب النغم في مدح سید العرب و العجم." "تجویز کیا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فصل اول تشبیب میں

جس میں ان حوادث زمانہ کا ذکر ہو گا جن میں آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح سے مدد طلب کرنا ناگزیر ہوا' پھر وہاں سے روئے سخن آنحضرت ﷺ کے فضائل و مناقب کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

فائدہ :...... شعرا کی عادت ہے کہ وہ قصائد کے شروع میں محبوباؤں کے حسن و جمال' ناز و ادا' اور جور و جفا کا اور عاشق کی نامرادیوں کا تذکرہ کیا کرتے ہیں' اس کو "تشبیب" کہا جاتا ہے' اس کے بعد اپنے ممدوح کی صفت و ثنا کی طرف انتقال کرتے ہیں' اس کو "تخلص" کہا جاتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے حوادث زمانہ کو بطور تشبیب ذکر کیا' اور اس سے آنحضرت ﷺ کی مدح کی طرف تخلص فرمایا۔

كأنّ نجومًا أومضت في الغياهب
عيون الأفاعي أو رؤوس العقارب

اومضت: ایماض سے ہے' جس کے معنی ہیں بجلی چمکنا' غیہب: تاریکی' غیاھب: اس کی جمع۔

ترجمہ : ...... ”جو ستارے رات کی تاریکیوں میں چمکتے ہیں وہ عاشق بے قرار کو یوں لگتے ہیں گویا سانپوں کی آنکھیں ہیں یا بچھوؤں کے سر“۔

شاعر اپنی پریشانی خاطر اور قلق و اضطراب کا اظہار کرتا ہے‘ کیونکہ جو شخص بے قرار اور بیمار ولاچار ہو اس کو رات بھر نیند نہیں آیا کرتی‘ اور رات کی تاریکی میں چمکتے ہوئے ستارے اسے یوں نظر آتے ہیں گویا سانپوں کی آنکھیں ہیں یا بچھوؤں کے سر ہیں جو اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہیں۔

إذا كـان قلب المرء في الأمـر خـاثراً
فـأضيق من تسعين رحب السبـاسِب

خاثر النفس: وہ شخص کہ جس کی طبیعت بوجھل ہو اور دل میں نشاط نہ ہو‘ سبسب: بیابان‘ جمع سباسب‘ رحب: (ضمہ کے ساتھ) کشادگی اور فراخی اور رحب (بالفتح) کشادہ وفراخ۔

ترجمہ : ...... ”جب آدمی کا دل کسی معاملہ میں غمگین اور پریشان ہو تو اس کی نظر میں کشادہ اور وسیع بیابان بھی عقد تسعین سے تنگ دکھائی دیتے ہیں“۔

”عقد تسعین“ یہ ہے کہ شہادت کی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کی جڑ میں اس طرح رکھیں کہ حلقہ نہایت تنگ ہو جائے۔

وتشـغلني عني وعن كل راحـتي
مـصـائب تقفـوا مثلهـا من مـصـائب

شغل عنه کے معنی اس سے باز رکھنا‘ اور ”تقفوه“ قفو سے ہے جس کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری کے پیچھے آنا۔

ترجمہ : ...... ”مجھے اپنے حال میں غور وفکر کرنے اور راحت کے

ساتھ بہرہ مند ہونے سے وہ مصائب باز رکھتے ہیں جن کے پیچھے ان جیسے دوسرے مصائب لگاتار آرہے ہیں"۔

یعنی لگاتار مصائب و آفات کی یورش نے مجھے اپنا آپ بھلا دیا ہے' نہ کھانے پینے کا ہوش' نہ راحت و آرام کا خیال' ان مصائب کی وجہ سے شوریدہ حال ہوں۔

إذا ما أتتني أزمة مدلهمة
تحيط بنفسي من جميع جوانب

"ازمة": سختی اور قحط۔ "مدلهمة": ادلهمام سے ہے جس کے معنی ہیں رات کا تاریک سیاہ ہونا۔ "لیلة مدلهمه" کے معنی شب تاریک' یعنی سیاہ رات۔

ترجمہ: ...... "جس وقت مجھ پر ایسی سختی آتی ہے جو اپنی تاریکی و دشواری میں انتہا کو پہنچی ہوئی ہو اور وہ میرے نفس کو چاروں طرف سے (اس طرح) گھیر لیتی ہے (کہ اس سے نکلنے کے لئے سارے راستے بند ہو جاتے ہیں) (اس کی جزاء اگلے شعر میں ہے)"۔

تطلّبت هل من ناصر أو مساعد
ألوذُ به من خوف سوء العواقب

لوذ اور لیاذ کے معنی پناہ لینا' اس کے بعد "من" کا استعمال ایسا ہے جیسا کہ آیت ذیل میں "اطعمهم" اور "آمنهم" کے بعد من کا استعمال ہوا ہے۔ ﴿الذی اطعمهم من جوع و آمنهم من خوف ○﴾

(جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا)۔

ترجمہ : ...... ’’تب میں ڈھونڈتا ہوں کہ آیا کوئی ایسا یار ومددگار ہے کہ جس کی پناہ لوں، تاکہ برے انجام کا خوف ٹل جائے، اور اندیشہ جاتا رہے؟‘‘

فلست أری إلا الحبیب محمدًا
رسول إله الخلق جمّ المناقب

جم المناقب: بہت زیادہ فضائل والے۔ جموم: کنویں میں پانی کا زیادہ ہونا۔

ترجمہ : ...... ’’پس میں نہیں دیکھتا کسی کو سوائے اس محبوب کے، جن کا نام مبارک حضرت محمد ﷺ ہے، جو حق تعالیٰ شانہ کے رسول ہیں، اور جن کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں‘‘۔

فائدہ : ...... اس شعر میں تخلص ہے، یعنی مقصود کی طرف انتقال کرنا، اور اصل مدعا کا اظہار کرنا۔

ومعتصم المکروب فی کل غمرة
ومنتجع الغفران من کلّ تائب

اعتصام: چنگل مارنا، مضبوط پکڑنا۔ کرابہ: (بضم کاف) غم واندوہ۔ مکروب: غمزدہ۔ غمرہ: اس کے اصل معنی ہیں پانی کا زیادہ ہونا اور اس میں ڈوب جانا۔ بعد ازاں اس کو سختی کے معنی میں نقل کر لیا گیا، چنانچہ غمرات الموت: موت کی سختیاں۔ انتجاع: پانی اور چارہ کی تلاش میں جانا۔ منتجع: جائے طلب۔

ترجمہ : ...... ’’ایسی پریشانی کے عالم میں مجھے کوئی سہارا نظر نہیں آتا، سوائے آنحضرت ﷺ کے، جو ہر سختی اور مصیبت میں غمزدہ کے چنگل مارنے کی جگہ ہیں، اور جو ہر توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت طلب کرنے

کی جگہ ہیں"۔

اور اس شعر میں اس آیت شریفہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے:

﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما﴾ (النساء: ٦۴)

ترجمہ: ...... "اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحمت کرنے والا پاتے"۔

(بیان القرآن)

فائدہ: ...... آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ گناہوں کے بوجھ میں لدے ہوئے لوگوں کی جائے پناہ اور توبہ کرنے والوں کی جائے طلب، آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی ہے۔

فصل دوم

آنحضرت ﷺ کے فضائل میں سے ایک عظیم فضیلت و منقبت کے بیان میں۔

یعنی روز محشر میں آنحضرت ﷺ کا شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہونا۔ جس کی تفصیل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

ملاذ عباد الله ملجأ خوفهم
إذا جاء يوم فيه شيب الذوائب

ترجمہ: ...... آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کے بندوں کی جائے پناہ ہیں، اور آپ ﷺ ہی وہ جگہ ہیں جہاں لوگ خوف کے وقت بھاگ کر پناہ لیں۔

جس وقت کہ وہ دن آئے گا کہ اس میں بال سفید ہو جائیں گے۔ یعنی قیامت کا دن ۔۔ ملجأ خوفھم کی اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے ' اور اس شعر میں اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے:

﴿فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیبا ۝ن السماء منفطر به .﴾ (المزمل: ۱۷-۱۸)

ترجمہ : ...... ''سو اگر تم نے کفر کیا تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا' جس میں آسمان پھٹ جائے گا''۔

(بیان القرآن)

إذا مـــا أتوا نوحًا ومـــوسى وآدَمــا
وقـد هالهم أبصـار تلك الصـعـائب

صعائب: صعوبت کی جمع ہے 'یعنی دشواری۔

ترجمہ : ...... ''جس وقت کہ اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت نوح ' حضرت موسیٰ اور حضرت آدم (علیہم السلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے ' اس حالت میں کہ قیامت کے دن کی سختیوں کے دیکھنے نے ان کو خوف اور گھبراہٹ میں مبتلا کر رکھا ہو گا''۔

فــمـــا كـــان يغنى عنهم عند هذه
نـبـى ولـم يـظـفـــــــرهُمْ بـالمـأرب

مایغنی عنھم کے معنی ہیں ان کو نفع نہیں دے گا۔ اظفار کے معنی کامیابی دینا۔ مآرب (راء کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ) کے معنی حاجت۔

ترجمہ : ...... ''ان سختیوں کے موقع پر ان کو کوئی نبی کام نہیں دے گا' اور ان کو کوئی نبی ان کے مطلوب میں کامیاب نہیں کرائے گا''۔

هناك رســـول الله ينحـــو لـربه
شـفـيـعًا وفـتـاحًا لـبـاب المواهب

نحو کے معنی قصد کرنا۔ینحو: آپ ﷺ قصد فرمائیں گے۔

ترجمہ :...... "اس وقت آنحضرت ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کا قصد فرمائیں گے' دراں حالیکہ آپ ﷺ شفاعت کا اور بخشش کے دروازوں کے کھولنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے"۔

فـيـرجع مـسـرورًا بنيل طِلابه
أصـبـاب من الرحـمن أعلى المراتب

ترجمہ : "پس آنحضرت ﷺ اپنے مقصد شفاعت کو پاکر نہایت مسرور وشادمان واپس ہوں گے' جب کہ شفاعت کے ذریعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بارگاہ رب العزت سے نہایت اعلیٰ مراتب حاصل کئے ہوں گے"۔

فائدہ :...... حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جن اعلیٰ مراتب کی جانب اشارہ فرمایا ہے ان کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں' ان میں سے بعض کا خلاصہ یہ ہے:

- تمام اولاد آدم (علیہ السلام) پر آنحضرت ﷺ کی سیادت کا ظہور۔
- آنحضرت ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا ظہور۔
- ہر خاص وعام کا آپ ﷺ کی مدح وثنا میں رطب اللسان ہونا۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے لائق رشک ہونا۔
- حق تعالیٰ شانہ کی مناجات خاصہ سے سرفراز ہونا۔
- ایسے محامد الٰہیہ کا القاء کیا جانا جو اولین وآخرین میں سے

صرف آپ ﷺ کا حصہ ہیں۔

○ اس خطاب کی لذت سے سرشار ہونا:

یا محمد! ارفع رأسك سل تعطه واشفع تشفع.

ترجمہ: ......"اے محمد! سجدہ سے سر اٹھاؤ' مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا' شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی"۔

سبحان اللہ! کیا مقام عبدیت ہے؟ کیا شان رفعت وسیادت ہے؟ اور کیا مقام محبوبیت ہے؟

صلی اللہ علیہ وعلی جمیع اخوانہ من الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولادہ واصھارہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ اجمعین.

فصل سوم

آنحضرت ﷺ کی نبوت کے دلائل کی ایک خاص نوع کے بیان میں

اور وہ ہے انبیاء سابقین (علیہم السلام) کا آنحضرت ﷺ کے وجود شریف کی بشارت دینا' اور اس جگہ آنحضرت ﷺ کے پاکیزہ نسب کی جانب بھی اشارہ ہے۔

وأشـــرف بيت من لؤيّ بن غـــالب
ســلالة إســمــاعيل والعـرق نازع

سلالہ: نچوڑ' خلاصہ۔ نزع: کھینچنا۔ عرق (بکسر العین): اصل' جڑ۔ لُوَیّ (لام کے ضمہ' ہمزہ کے فتحہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ) آنحضرت

ﷺ کے جد اعلیٰ کا اسم گرامی ہے۔

ترجمہ : ...... ''آنحضرت ﷺ ' حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کا خلاصہ ہیں ' اور جڑ اپنی شاخ کو اپنی طرف کھینچتی ہے 'یعنی بیٹا باپ کے مشابہ ہوا کرتا ہے ' اور آنحضرت ﷺ کا گھرانہ (بنو ہاشم) لوی بن غالب کی اولاد میں شریف ترین قبیلہ ہے''۔

اس شعر میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتہ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر بشارت دی کہ تیرے بیٹے کی اولاد میں ایک عظیم الشان نبی پیدا ہو گا (اور وہ آنحضرت ﷺ ہیں)

نیز صحیح مسلم کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسمعیل ، و اصطفیٰ قریشاً من کنانۃ ، و اصطفیٰ من قریشٍ بنی ھاشم ، و اصطفنی من بنی ھاشم .

(مشکوۃ ص ۵۱۱ – باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

ترجمہ : ...... ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے کنانہ کو چن لیا' اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو چن لیا' اور قریش میں سے بنو ہاشم کو چن لیا' اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا''۔

بشارة عیسی والذی عنه عبروا
بشدة بأس بالضحوك المحارب

ضحوك اور ضحاك: (ہنس مکھ) مشہور بادشاہ کا نام ہے جو کثرت

فتوحات میں ضرب المثل ہے۔

ترجمہ :...... "آنحضرت ﷺ حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت کا مصداق ہیں، اور آپ ﷺ وہ نبی ہیں جن کو انبیاء گزشتہ علیہم السلام نے کثرت جہاد (وکثرت تبسم) کے سبب ضحوك کے نام سے یاد فرمایا ہے"۔

اس شعر میں اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے:

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف: ۲)

ترجمہ :...... "حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیه الصلاة والسلام) نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میں تم کو ایک رسول کی خوشخبری سنانے آیا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام نامی احمد ہے"۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نیز اس شعر میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں "ضَحُوك (ہنس مکھ) نام کے ایک نبی پیدا ہوں گے۔ (اور وہ آنحضرت ﷺ ہیں)۔

فائدہ :...... گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے آنحضرت ﷺ کو "ضحوک" کے نام سے یاد فرمایا، یا تو کثرت جہاد اور شدت قتال کی وجہ سے، جیسا کہ حضرت مصنف ؒ نے فرمایا: یا کثرت تبسم کی بنا پر، جیسا کہ اس ناکارہ نے عرض کیا، ہولناک لڑائی میں نہ گھبرانا اور قلب میں خوف وہراس کی کیفیت پیدا نہ ہونا، انتہائی قوت قلب اور تعلق مع اللہ کی دلیل ہے۔ اسی طرح گوناگوں مشکلات میں بھی لبوں پر مسکراہٹ کا کھیلنا خارق عادت کمال ہے۔

وَمَن أخبروا عنه بأن ليس خُلقه
بفظٍّ وفي الأسواق ليس بصاخب

صاخب: شور مچانے والا۔ صخب: شور مچانا' فظ: تند خو آدمی' بدمزاج۔

ترجمہ :...... "آنحضرت ﷺ وہ نبی ہیں کہ جن کے بارے میں گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ خبر دی تھی کہ آپ ﷺ تند خو' بدمزاج نہیں ہوں گے' اور نہ بازاروں میں شوروغوغا کرنے والے"۔

اس شعر میں حدیث دارمی کی طرف اشارہ ہے کہ توریت میں آنحضرت ﷺ کے اوصاف میں مذکور ہے کہ:

(لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب في الاسواق)

ترجمہ :...... "یعنی آپ ﷺ سخت مزاج' تند خو نہیں اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے"۔

فائدہ :...... آنحضرت ﷺ کی نرم خوئی' خنک مزاجی اور سبک روحی وہ معجزۂ نبوت ہے جس نے پورے عالم کو گرویدہ بنا لیا۔ جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی شہادت دی ہے:

﴿فبما رحمة من الله لنت لهم، ولو كنت فظّا غليظ القلب لانفضوا من حولك، فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم في الأمر.﴾

(آل عمران' ۱۵۹)

ترجمہ :...... "پس خدا کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے' اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے"۔

پس حسن اخلاق کی یہی تلوار تھی جس نے آپ ﷺ کے سامنے عرب

وعجم کو سرنگوں کر دیا' اور حضرت فاروق اعظم' خالد بن ولید اور عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم) جیسے سورماؤں کو آپ ﷺ کا عاشق زار اور غلام بے دام بنا دیا۔صدق اللہ العظیم: انک لعلی خلق عظیم.

ودعـــــوة إبراهيم عند بناءه
بمكة بيـــتاً فـــيه نيل الرغـــائب

رغیبہ: بہت سا عطیہ' جمع رغائب۔

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے مصداق ہیں جو انہوں نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے فرمائی تھی' جس خانہ کعبہ کے ذریعہ بہت سے انعامات وعطیات حاصل کئے جاتے ہیں"۔

اس شعر میں اس آیت شریفہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے:

﴿واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل – الى قوله – ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آيتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم، انك انت العزيز الحكيم ○﴾ (البقرہ: ۱۲۷-۱۲۹)

ترجمہ: ...... "اور جب کہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیوار یں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار! ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے ہیں' جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی بتلا دیجئے اور

ہمارے حال پر توجہ رکھئے اور فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے ' مہربانی کرنے والے ' اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں ' اور ان کو کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کردیں ' بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرة ' کامل الانتظام"۔ (بیان القرآن)

فصل چہارم

آنحضرت ﷺ کی نبوت کے دلائل کی ایک اور نوع کے بیان میں

اور وہ ہے آنحضرت ﷺ کے اخلاق وشمائل میں غور کرنا کہ یہ اخلاق واوصاف مجموعی طور پر نبی برحق کے سوا کسی کو قطعاً حاصل نہیں ہو سکتے ' اگرچہ الگ الگ طور پر یہ اوصاف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہ ہوں ' بلکہ دوسروں میں بھی پائے جا سکتے ہوں۔ مثلاً اعتدال خلقت ' فصاحت زبان ' لوگوں کو نفع پہنچانا ' سخاوت ' علوئے ہمت ' شجاعت اور عفو وحلم ' زہد ' وغیرہ۔

جميل المحيّا أبيض الوجه ربعة

جليل كراديس أزجّ الحواجب

محیّا: آدمی کا چہرہ۔ ربعہ: میانہ قد کا آدمی جو نہ زیادہ لمبا ہو ' نہ پستہ قد ' ازج: زجج سے ہے ' جس کے معنی پلکوں کا باریک اور دراز ہونا۔

کرادیس: کردوس کی جمع ہے ' جس کے معنی ہیں ہڈیوں کے سرے۔

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ کا چہرۂ انور صاحب جمال ہے ' رنگ

سفیدی مائل' قد مبارک میانہ' جوڑ کی ہڈیوں کے سرے پر گوشت' اور قوی و مضبوط' ابروئے مبارک باریک دراز اور کماندار"۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صـبـيـح مـليـح أدعـج الـعـين أشـكـل
فـصـيـح لـه الأعـجـام لـيـس بـشـائـب

ادعج: جس کی پتلیاں گہری سیاہ ہوں' اشکل العین: جس کی آنکھوں کی سفیدی میں کسی قدر سرخی ہو۔ اعجمت الکلام کے معنی کلام کو عجمی بنا دینا' یہاں مراد ہے وضاحت کو ترک کر دینا۔

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ خوبصورت تھے' آپ ﷺ کے حسن میں صباحت وملاحت تھی' آنحضرت ﷺ کی پتلیوں کی سیاہی نہایت گہری تھی' اور آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں کسی قدر سرخی کی آمیزش تھی' آپ ﷺ نہایت فصیح البیان تھے' کلام مبارک میں کبھی کوئی ہلکا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا"۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وأحـسـن خـلـق الله خـلـقًا وخِـلـقـةً
وأنـفـعـهـم لـلـنـاس عـنـد الـنـوائـب

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوش اخلاق' خوب رو اور خوبصورت ہیں' اور مصائب و تکالیف میں لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں"۔

وأجـود خـلـق الله صـدراً ونـائـلا
وأبـسـطـهـم كـفًّا عـلـى كـل طـالـب

نیل کے معنی پانا' اور عطیہ کو نائل کہتے ہیں' یہاں فاعل بمعنی مفعول ہے' جیسا کہ عیشة راضية میں کہا جاتا ہے۔

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ خلق خدا میں سب سے زیادہ دل کے سخی اور فیاضی کے ساتھ عطا کرنے والے اور ہر سوال کرنے والے کے لئے سب سے زیادہ کشادہ ہاتھ والے ہیں"۔

وأعظم حـرّ للمـعـالى نـهـوضـه
إلى المجـد سـامٍ للعظائم خـاطب

حر: آزاد' جواں مرد۔ معالی : معلاة کی جمع بمعنی بلندی' قدر و منزلت ۔ عظائم: عظیمہ کی جمع 'بمعنی مرتبہ بلند۔

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ سب سے بڑے جوانمرد ہیں' جن کی ہمت بلندیوں کی طرف پرواز کرتی ہے' بزرگی کی آخری انتہا تک ترقی کرنے والے ہیں' اور فوق العادت عظیم کارناموں کا عزم رکھنے والے ہیں"۔

ترى أشـجـع الفـرسـان لاذ بظهـره
إذا احـمـرّ بأس فى بئـيس المواجب

عذاب بئیس: سخت عذاب ۔ احمرّ الباس: لڑائی کا سخت ہونا۔ مواجب: لوگوں کے گرنے کی جگہیں 'قتل گاہیں۔

ترجمہ : ...... "جب سخت معرکوں میں لڑائی ہولناک تیزی اختیار کرلے تو شہسواروں میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر شخص بھی آنحضرت ﷺ کی پشت پناہی حاصل کرتا ہوا نظر آئے گا"۔

فائدہ: ...... بہادروں کی خواہش ہوتی ہے کہ لڑائی کے دوران ان کے اردگرد مضبوط اور بہادر لوگ ہوں تاکہ مشکل وقت میں ان سے مدد مل سکے۔

وآذاه قــوم من ســفــاهة عــقلهم

ولــم يذهـبــوا مـن دينـه بمذاهـب

فــمـــا زال يدعــو ربّـه لهـداهـمُ

وإن كــان قــد قـاسـى أشـدّ المتـاعب

ترجمہ : ...... "کچھ لوگوں نے اپنی بے عقلی کی وجہ سے آپ ﷺ کو ایذائیں دیں، اور آپ ﷺ کے دین کا راستہ اختیار نہیں کیا، لیکن آنحضرت ﷺ سخت تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت کی دعا فرماتے رہے"۔

ان دو شعروں میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ کفار آنحضرت ﷺ پر پتھر برسا رہے تھے اور آنحضرت ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے:

" اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمو ن ."

ترجمہ : ...... "یا اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما، یہ لوگ جانتے نہیں"۔

ومـا زال يـعـفـو قـادراً عن مـسـيـئـهم

كـمـا كــان منه عند جـبـذة جـاذب

جبذ کے معنی کھینچنا، بعض نے کہا کہ یہ جذب کا مقلوب ہے۔

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ ان میں کے برائی کرنے والوں کو ہمیشہ معاف فرماتے رہے، حالانکہ آپ ﷺ انتقام لینے پر قادر تھے، جیسا کہ آنحضرت ﷺ سے یہ قصہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب ایک دیہاتی نے آنحضرت ﷺ کی ردائے مبارک کھینچی تھی"۔

اس شعر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت ﷺ کی ردائے مبارک، آنحضرت ﷺ کے پس

پشت سے اس قدر کھینچی کہ آنحضرت ﷺ کے شانہ مبارک میں اس کے کھینچنے سے نشان پڑ گئے' اس پر آنحضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور اس کو کچھ عطا فرمایا۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

وما زال طول العمر لله معرضاً

عن البسط فی الدنیا وعیش المرازب

المرازب: مرزبان کی جمع ہے' مرزبان: فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی میں منتقل کر لیا گیا' شہسوار' بہادر' قوم کا چوہدری' بادشاہ سے نیچے کا حاکم۔

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ ساری عمر ہمیشہ دنیا میں خوش عیشی اور رئیسانہ ٹھاٹ باٹ سے محض رضائے الٰہی کے لئے کنارہ کش رہا کئے"۔

بدیع کمال فی المعالی فلا امرء

یکون له مثلا ولا بمقارب

ترجمہ: ...... "آپ ﷺ کا کمال تمام اوصاف میں بے مثال تھا' پس کوئی شخص آپ ﷺ کا ہم مثل تو کیا ہوتا' کوئی شخص آپ ﷺ کے قریب بھی نہیں پہنچا"۔

اس شعر میں بدیع اور معانی کو جمع کرنا ایہام تطبیق ہے اور یہ شعر چوتھی فصل کا آخری شعر ہے' اور "بدیع کمال" کا لفظ اس کلام کے ختم ہونے پر دلالت کرتا ہے' اور یہ بمنزلہ نتیجہ کے ہے۔

فصل پنجم

دلائل نبوت کی ایک اور نوع کے بیان میں

اور وہ یہ کہ اس میں غور کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب وعجم کا کیا حال تھا؟ اور ان کے عادات ومذاہب کی کیا کیفیت تھی؟ معمولی عقل وفہم سے بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ لطف خداوندی نے آپ ﷺ کو مبعوث فرماکر ان رسوم وعادات اور حالات کو بدل ڈالنے کا فیصلہ فرمالیا ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ کے احوال پر غور کیا جائے کہ آپ ﷺ امی محض تھے، اہل علم سے میل جول اور ان کے ساتھ ہم نشینی کا کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا، اور نبوت سے پہلے آپ ﷺ کا امانت ودیانت میں شہرہ تھا، یہ تمام امور آنحضرت ﷺ کے دعوائے نبوت کی سچائی پر دلیل ہیں۔

پھر اس پر غور کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ نے امر ملت کی باحسن وجوہ اصلاح فرمائی، یہ استدلال اس کے مشابہ ہے کہ جو شخص عادل بادشاہ کی عدالت کو جانتا ہو وہ اگر یہ دیکھے کہ اس کی رعایا نے فساد کا راستہ اختیار کر رکھا ہے تو وہ یقین کرلے گا کہ بادشاہ یقیناً زجر ومنع کرے گا۔ اور ان لوگوں کے سر پر ایک ایسا حاکم مقرر کرے گا جو ان کی عادات ورسوم کو تبدیل کر ڈالے، کوئی شخص دعویٰ کرے کہ میں طبیب ہوں، اور وہ کسی مرض کا علاج کرے اور لوگ اس کے علاج سے شفا پائیں تو یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے دعوائے طبابت میں سچا ہے۔

أتانا مقيم الدين من بعد فترة
وتحريف أديان وطول مشاغب

فترۃ: (لغوی معنی)' سستی (اور اصطلاح میں) دو پیغمبروں کے درمیان کا زمانہ۔مشاغب: شغب کی جمع: فتنہ وتباہی کا برپا ہونا۔

ترجمہ :...... "آنحضرت ﷺ تشریف لائے ہمارے پاس' درانحالیکہ آپ ﷺ دین کو سیدھا کرنے والے ہیں' بعد اس کے کہ رسولوں کا سلسلہ بند ہونے کی وجہ سے اس میں سستی آگئی تھی' اور ادیان ومذاہب میں تحریف وتبدیلی آچکی تھی' اور بے شمار فتنہ وفساد برپا ہو چکے تھے"۔

اس شعر میں اس کلمہ کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے حق میں کتب سابقہ میں ذکر کیا گیا ہے:

ولن یقبضه اللّٰه حتّی یقیم الملّة العوجأ با ن یقولو ا لا الٰه الا اللّٰه . (رواہ البخاری۔مشکوۃ ص ۵۱۲)

ترجمہ :...... "اور ہرگز قبض نہیں کرے گا اللہ تعالٰی آپ ﷺ کو' یہاں تک کہ سیدھا کردیں ملت کی کجی کو' بایں طور کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کے قائل ہو جائیں"۔

فیا ویل قوم یشرکون بربهم
وفیهم صنوف من وخیم المثالب

وخیم: ثقیل' بوجھل۔مثالب: واحد مثلبة' عیب' نقصان۔

ترجمہ :...... "پس وائے ہلاکت اس قوم کے لئے جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں' اور ان میں بہت سے گھناؤنے نقائص اور عیب پائے جاتے ہیں"۔

اس شعر میں مشرکین عرب کی حالت کی طرف اشارہ ہے۔

ودینهمُ مـا یفـتـرون برأیهم
کتحریم حام واختراع السوائب

حامی: سانڈ' جس کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اور اس پر سواری نہیں کرتے تھے۔سوائب: (سائبہ کی جمع) 'جس ناقہ کو بتوں کی نذر کے لئے آزاد کر دیا جاتا تھا۔

ترجمہ: ...... "ان مشرکوں کا دین وہ چیزیں ہیں جن کو وحی الٰہی کی سند کے بغیر محض اپنی عقل سے گھڑ لیتے ہیں' جیسے حامی کو حرام قرار دینا' اور بتوں کی نذر کے لئے سانڈنیوں کو چھوڑ دینا"۔

ویا ویل قـومُ حـرّفـوا دین ربهم
وأفـتـوا بمصنوع لحـفظ المناصب

ترجمہ: ...... "اور وائے ہلاکت اس قوم کی جنہوں نے اپنے رب کے دین کو بدل ڈالا' اور اپنے منصب وریاست کی حفاظت کیلئے خود ساختہ فتوے جاری کئے"۔

یہ یہودیوں کے حال کی طرف اشارہ ہے۔

ویا ویل من أطری بوصف نبیـه
فـسـمّاه ربّ الخلق إطراء خـائب

اطراء: کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

ترجمہ: ...... "اور وائے ہلاکت ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے نبی کی تعریف میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اس کا نام "پروردگار عالم" رکھ دیا' اور یہ مبالغہ ایسا تھا کہ جس کا قصد کرنے والا نامراد ہے"۔

یہ شعر نصاریٰ کے حال کی طرف اشارہ ہے۔

ویا ویل قوم قد أبار نفوسهم
تکلّف تزویق وحب الملاعب

بوار: بفتح باء، ہلاکت' کہا جاتا ہے بار فلان یعنی فلاں شخص ہلاک ہوا۔ اباره الله یعنی الله تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

زاوق: اہل مدینہ کی لغت میں سیماب کو کہتے ہیں' اور تزویق: آراستہ کرنا' منقش کرنا' ہر منقش کو مزوّق کہتے ہیں۔

ترجمہ: ......"اور وائے ہلاکت اس قوم کی کہ ہلاک کر دیا ان کے نفوس کو زیب و زینت کے تکلف نے' اور کھیل کود کی محبت نے"۔

اس شعر میں شاہان عجم اور ان کے رئیسوں کے حال کی طرف اشارہ ہے۔

ویا ویل قوم قد أخفّ عقولهم
تجبر کسری واصطلام الضرائب

اخف: کم عقل اور خفیف العقل کر دیا۔ اصطلام: جڑ اکھاڑ دینا۔
ضرائب: جمع ہے ضریبہ کی اور ضریبہ' فعیلة کے وزن پر مفعول کے معنی میں۔ یعنی وہ ٹیکس جو غلام پر مقرر کر دیا جاتا ہے اور وہ اپنے آقا کو یہ مقررہ ٹیکس پابندی سے ادا کرتا ہے۔

ترجمہ: ......"اور وائے ہلاکت اس قوم کی جن کی عقلوں کو کسریٰ کے تکبر نے سبکسار کر دیا اور خراج اور ٹیکس نے ان کی روحوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا"۔

یہ رعایائے عجم کی حالت کی طرف اشارہ ہے جو بادشاہوں کے ظلم سے پامال ہو رہے تھے۔

فــأدركــهـم في ذاك رحـــمـــة ربنا

وقــد أوجــبــوا منه أشــد المعــاتب

معتبہ: تاء کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ 'غصہ کرنا۔

ترجمہ : ...... ''پس اس حالت میں ہمارے پروردگار کی رحمت نے ان کی دستگیری فرمائی حالانکہ وہ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے سخت ترین غصہ کے مستحق ہو رہے تھے''۔

فــأرسل من عليا قــريش نبــيــه

ولم يكُ فــيــمــا قــد بلوه بكاذب

بلاء، ابلاء، ابتلاء، آزمانا۔

ترجمہ : ...... ''پس اللہ تعالیٰ نے قریش کے بلند ترین قبیلہ سے اپنے نبی ﷺ کو بھیجا' اور خود قریش کے امتحان کے مطابق آپ ﷺ غلط اور خلاف واقعہ بات کہنے والے نہیں تھے''۔

ومن قــبل هذا لم يخــالط مــدارس

الــيــهــود ولم يقــرأ لهم خط كــاتب

ترجمہ : ...... ''اور آنحضرت ﷺ دعوائے نبوت سے قبل نہ تو کبھی یہودیوں کی کسی تعلیم گاہ میں تشریف لے گئے تھے' اور نہ ان کے کسی پڑھے لکھے آدمی کی تحریر کو کبھی پڑھا تھا''۔

فأوضح منهاج الهدى لمن اهتدى

ومنّ بتـــعليم على كل راغب

ترجمہ : ...... ''پس آنحضرت ﷺ نے ہر اس شخص کے لئے راہ ہدایت کو واضح کر دیا جو ہدایت کا طالب ہو' اور ہر وہ شخص جو امور خیر کی

رغبت رکھتا ہو، اس کو احکام دین سکھا کر احسان فرمایا"۔

وأخبر عن بدء السماء لهم وعن
مقام مخوف بين أيدي المحاسب

ترجمہ: ..... "آنحضرت ﷺ نے ان کو آسمان کی پیدائش کی ابتدا سے آگاہ فرمایا، اور قیامت کے دن حساب لینے والے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرایا، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا واقعی بڑے خوف کی بات ہے"۔

اس شعر میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے:

﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان.﴾ (الرحمٰن: ۴۶)

ترجمہ: ..... "اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اس کے لئے دو جنتیں ہیں"۔

نیز اس شعر میں مبدا و معاد کے حال کو جمع کر دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو مبدا و معاد سے آگاہ فرمایا۔

وعن حكم رب العرش فيما يعنّهم
وعن حِكم تُروى بحكم التجارب

یعنّهم: عنن سے ہے، جس کے معنی ہیں خبر کا پیش آنا۔

ترجمہ: ..... "اور آنحضرت ﷺ نے ان کو خبر دی رب العرش کے فرمان کی ان تمام امور میں جو لوگوں کو پیش آتے تھے، اور ان حکمتوں کی جو تجربوں کی رو سے نقل کئے جاتے تھے"۔

اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دو علموں کی ہمیں تلقین فرمائی، ایک علم احکام، دوسرا حکمتوں کا علم، اول تو ظاہر ہے۔

اور دوسرے علم کی مثال جیسے تدبیر منزل کی مصلحتیں، اور علم اخلاق، اور بعض کھانوں کے خواص وغیرہ۔ اور یہ دوسرا علم کبھی تجربہ سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ (لیکن آنحضرت ﷺ کو دونوں علم وحی کے ذریعہ سے حاصل ہوئے)۔

وأبطل أصناف الخنى وأبادها
وأصناف بغى للعقوبة جالب

خنا: بے ہودہ باتیں، اور یہاں ناشائستہ اقوال وافعال مراد ہیں۔

اباد: یعنی ہلاک کر دیا، مٹا دیا۔

ترجمہ: ...... "اور آنحضرت ﷺ نے ہر قسم کی بے ہودگی کو مٹا ڈالا، اور درہم برہم کر ڈالا۔ نیز ہر نوع کے ظلم کو مٹا ڈالا جو کہ اللہ تعالیٰ کے قہر و سزا کا مستوجب تھا"۔

اس شعر میں اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی گناہ ظلم سے بڑھ کر عذاب الٰہی کو کھینچنے والا نہیں۔ خنا میں ان امراض نفسانیہ کی طرف اشارہ ہے جو نفس شہوانی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، یعنی وہ امراض جو نفس کی درندگی سے رونما ہوتے ہیں۔

وبشر من أعطى الرسول قياده
بجنة تنعيم وحور كواعب

قیاد: اونٹ کی مہار، جس سے اس کو کھینچتے ہیں۔

ترجمہ: ...... "اور جس شخص نے اپنی مہار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں دیدی اور آپ ﷺ کا مطیع وفرمانبردار ہوگیا اس کو آپ ﷺ نے نعمت جنت اور دوشیزہ حوران بہشتی کی خوشخبری دی"۔

وأوعد من يأبى عبادة ربه
عقوبة نيران وعيشة قاطب

قاطب: قطوب سے ہے، جس کے معنی ہیں ترش رو کرنا۔

ترجمہ: ...... "اور جو شخص اپنے پروردگار کی عبادت سے سرتابی کرتا ہے اس کو دوزخ کی سزا سے ڈرایا اور ایسی زندگی سے جو ترش رو کر دے گی"۔

اس شعر میں اس آیت کریمہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے:

﴿ومن اعرض عن ذکری فانّ له معیشة ضنکاً ونحشره یوم القیٰمة اعمیٰ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۴)

ترجمہ: ...... "جس شخص نے میری یاد سے منہ موڑا، اس کے لئے تنگ زندگی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"۔

فأنجى به من شاء منا نجاته
ومن خاب فلتندبه شر النوادب

ترجمہ: ...... "پس حق تعالیٰ نے ہم میں سے جس شخص کی نجات کا ارادہ فرمایا اس کو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ نجات عطا فرمائی (کہ اس کو آنحضرت ﷺ کی پیروی کی توفیق بخشی) اور جو شخص (آپ ﷺ کی اطاعت سے سرتابی کرکے) محروم اور نامراد رہا وہ لائق ماتم ہے، اس پر بدترین نوحہ کرنے والیوں کو نوحہ کرنا چاہئے"۔

فائدہ: ...... اس شعر میں اشارہ فرمایا کہ سعادت وشقاوت کی اصل علت مشیت وارادۂ ازلیہ ہے، اور اس کا ظاہری سبب آنحضرت ﷺ کی اطاعت یا ترک اطاعت ہے۔

فاشهد أن الله أرسل عبده

بحق ولا شيءٌ هناك برائب

کہا جاتا ہے "رابنی فلان" جب کہ اس کی جانب سے تمہیں ایسی چیز پیش آئے جو تمہارے لئے کھٹک پیدا کرے اور تم اس کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھو۔

ترجمہ : ...... "پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں' یہاں ایسی کوئی چیز نہیں جو کسی قسم کے شبہ میں ڈالے"۔ (یعنی آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ہونا شک وارتیاب سے بالاتر ہے۔)

وقد كان نور الله فينا لمهتد

وصمصام تدمير على كل ناكب

صمصام: کاٹنے والی تلوار' جو واپس نہ لوٹے۔ناکب: حکم عدولی کر کے ایک طرف کو ہٹ جانے والا۔

ترجمہ : ...... "بلاشبہ آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان راہ پانے والوں کے لئے اللہ کا نور ہیں' اور راہ حق سے ہٹنے والوں کے حق میں عقوبت کی تیغ براں ہیں"۔

یہ آخری دو شعر فصل کے خاتمہ پر دلالت کرتے ہیں' اور پوری فصل کا گویا نتیجہ ہیں۔

فصل ششم

دلائل نبوت کی ایک نوع کے بیان میں

اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت میں غور و فکر کیا جائے تو صاف نظر آجائے گا کہ پوری شریعت میں عبادات کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی رہنمائی ہے' جو مخلوق کے ذمہ خالق کا حق ہے۔ نیز نفوس کو اخلاق فاضلہ کے ساتھ آراستہ کرنے کی رہنمائی ہے' نیز تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ کی دعوت ہے' پس یہ شریعت عقائد و عبادات' اخلاق فاضلہ' معاملات و معاشرت' اور سیاسیات کی جامع ہے' گویا حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجا لانے میں ایک انسان کو اپنی پوری زندگی میں جن جن امور کی حاجت پیش آتی ہے شریعت محمدیہ ﷺ ان تمام امور میں اس کی راہنمائی کی کفیل ہے۔ اور ان تمام امور کے لئے ایسی اوضاع اور صورتیں اور ایسے اصول وضوابط مقرر فرمائے گئے ہیں جن سے زیادہ بہتر اور محکم اصول وضوابط کا تصور ہی ممکن نہیں' پس جو شخص شریعت کی جامعیت اور اس کے اصول وفروع کے محکم نظام پر غور کرے گا وہ بالبداہت اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس شریعت کے لانے والے (آنحضرت ﷺ) بلاشبہ نبی برحق ہیں' کیونکہ شریعت محمدیہ ﷺ کی یہ جامعیت' اور اس کا یہ نظام محکم عقل انسانی کی اختراع ہرگز نہیں ہو سکتا' بلکہ یہ شریعت اس مالک الملک کی نازل کردہ ہے جو انسانی فطرت کا خالق و مالک ہے' اور وہ انسانی فطرۃ کی سعادت و شقاوت اور اس کے تمام لوازم و ضروریات کے جاننے والا ہے۔

اور اس استدلال کی مثال ایسی ہے اگر کوئی شخص سیبویہ کی کتاب پڑھے تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ اس کتاب کا مصنف علم نحو میں کامل

ہے' اور جو شخص دیوان متنبی پڑھے وہ جان لے گا کہ یہ شخص فن شعر گوئی میں کامل ہے' اور جو شخص شیخ بو علی ابن سینا کی کتاب "قانون" پڑھے اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس کتاب کا مصنف علم طب کا ماہر ہے۔ اسی طرح جو شخص آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تفصیلات پر غور کرے اس کو اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں رہے گا کہ مقاصد تشریع کا احاطہ ان علوم کے بغیر ممکن نہیں جو شریعت محمدیہ ﷺ کے ذریعہ عطا کئے گئے ہیں' اور یہ کہ ان علوم کے لانے والا بلاشبہ نبی برحق ہے جس نے محض اپنی عقل سے یہ تمام چیزیں اختراع نہیں کیں' بلکہ وحی الٰہی سے ان علوم کو اخذ کیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وأقــوى دليل عند من تم عــقله
على أن شرب الشرع أصفى المشارب

شرب: (بہ کسر شین) پانی کا حصہ۔

ترجمہ :...... "جس شخص کی عقل کامل ہو' اس کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی نبوت پر سب سے محکم اور مضبوط دلیل یہ ہے کہ حدود شرعیہ کا پانی تمام برتنوں کے پانیوں میں سب سے زیادہ پاک اور صاف ہے"۔

تواطى عــقــول فى سـلامــة فكرة
على كل مـــا يأتى به من مطالب

تواطی: باہم متفق ہونا۔

ترجمہ :...... "سلامت فکر کی حالت میں تمام عقول سلیمہ اس پر متفق ہیں کہ شریعت کے لائے ہوئے احکام لائق ستائش ہیں کہ جس موقع پر جو حکم دیا گیا' اس سے بہتر ممکن نہیں"۔

فائدہ: ...... ان دو شعروں میں افادہ فرمایا ہے کہ عقل صحیح فیصلہ کرتی ہے کہ جس چیز کی شریعت محمدیہ ﷺ نے جو حد مقرر کر دی ہے اس سے بہتر اور اس سے پاکیزہ صورت حد امکان سے خارج ہے۔ اور یہ کہ تمام عقول سلیمہ اس پر متفق ہیں کہ جس موقع پر جو حکم دیا گیا ہے اس سے بہتر حکم ممکن نہیں۔ خدانخواستہ اگر کسی کی عقل نارسا شریعت کے کسی حکم میں ادنیٰ سے ادنیٰ نقص بھی محسوس کرتی ہو تو یہ اس کے فتور عقل کی علامت ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی صحت و سقم کے پہچاننے کا ایک پیمانہ مقرر فرمایا ہے جس سے اس چیز کا صحیح ہونا یا غلط ہونا، اور کامل ہونا یا ناقص ہونا معلوم کیا جا سکتا ہے، اسی طرح عقل کے کامل یا ناقص ہونے کے پہچاننے کا پیمانہ شریعت خداوندی ہے، جو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ بندوں کو عطا کی گئی۔ جو عقل اس پیمانے پر پوری اترتی ہو وہ عقل صحیح اور عقل سلیم کہلانے کی مستحق ہے، اور جس کی عقل کو شریعت کے کسی حکم میں نقص یا کجی نظر آئے یہ درحقیقت اس کی عقل کے نقص یا کجی کی علامت ہے۔

سماحة شرع فی رزانة شرعة
وتحقیق حق فی إشارة حاجب

سماحت: جوانمردی، اور یہاں سہولت مراد ہے۔ شرعہ: (بکسر شین) اور شریعت: پانی میں اترنے کا گھاٹ، اور حق تعالیٰ شانہ کا مقرر کردہ راستہ۔ رزانت: آہستگی اور وقار۔ رزین: صاحب وقار آدمی۔

ترجمہ: ...... "اور شریعت محمدیہ ﷺ کی حقانیت پر قوی ترین دلیل اس شریعت میں رزانت و وقار کے باوجود سہولت کا پایا جانا ہے"۔

یعنی شریعت سہولت اور وقار دونوں کی جامع ہے' چنانچہ اس میں نہ تو اتنی تساہل پسندی ہے کہ حد سے گزر جائے' اور نہ یہ اتنی سخت ہے کہ اس کی تعمیل دشوار ہو جائے۔ "اور حق کو ثابت کرنا ہے اشارہ ابرو کے ذریعہ"۔ یعنی بہت سے باریک مطالب کی' ہلکے پھلکے الفاظ میں عجیب لطافت کے ساتھ تقریر فرمائی ہے۔

اس شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا ہے کہ:

"بعثت بالملّة السنمحة البیضاً"

ترجمہ: ...... "مجھے نہایت نرم اور آسان ملت (شریعت) کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے"۔

نیز ایک دوسری حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ:

"اوتیت جوامع الکلم"

ترجمہ: ...... "مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں"۔

مكارم أخــــلاق وإتمام نعـــمـــة
نبـــوة تألیف وسلطان غـــالـب

ترجمہ: ...... "شریعت محمدیہ (علی صاحبها الصلوات والتسلیمات) نے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی' اس کے ذریعہ انعام خداوندی کی تکمیل ہوئی' اور راہ حق کی رہنمائی ہوئی' اور اسی کے ذریعہ غلبہ وتسلط ہوا"۔

یعنی آنحضرت ﷺ کا دین سیاسی غلبہ وتسلط کے ساتھ منضم ہے۔
اس شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ:

بعثت لاتمم حسن الاخلاق (وفي رواية

مکارم الاخلاق)

(رواہ فی الموطا و رواہ احمد عن ابی ہریرۃ۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

ترجمہ :۔۔۔ "میں اس مقصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کی تکمیل کروں"۔

نیز اس طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ملت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شریعت اور خلافت و سلطنت کی جامعیت ہے۔

نصـــــدق دین المصطفی بقلوبنا

علی بینات فـهـمـهـا من غـرائب

ترجمہ :...... "ہم حضرت مصطفیٰ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی دل کی گہرائیوں سے تصدیق کرتے ہیں اور دین برحق مانتے ہیں ان واضح دلائل کی بناء پر جن کا سمجھنا عجیب فرحت انگیز اور ایمان افروز ہے"۔

اس شعر میں اس آیت شریفہ کے مضمون کی طرف اشارہ ہے:

﴿افمن کان علی بینۃ من ربہ یتلوہ شاھد منہ﴾

الآیۃ (ہود: ۱۷)

ترجمہ :...... "کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے' اور ایک اس سے پہلے (یعنی) موسیٰ ﷺ کی کتاب ہے جو کہ (احکام بتلانے کے اعتبار سے) امام ہے اور رحمت ہے۔ ایسے لوگ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں"۔ (بیان القرآن)

نیز اشارہ ہے اس فصل کے تمام ہونے کی طرف۔

فائدہ : ...... یعنی حق تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں دل کی گہرائیوں سے دین برحق کی تصدیق نصیب فرمائی' اور اس دین کی حقانیت پر ایسے دلائل واضحہ قائم فرمائے کہ جن کی روشنی میں ہم شرح صدر اور برد یقین کے ساتھ اس دین کو اس طرح دین برحق مانتے ہیں جیسے دن کی روشنی میں کسی چیز کو سر کی آنکھوں سے دیکھ کر مان لیا جائے' اور ان دلائل واضحہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما دینا عجیب کرشمہ لطف خداوندی ہے' اگر اس ارحم الراحمین کی نظر عنایت اور جاذبہ لطف ہماری دستگیری نہ کرتا تو ہماری کیا مجال تھی کہ اس شریعت کے آب زلال سے سیراب ہوتے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

فصل ہفتم

دلائل نبوت کی ایک اور نوع میں

اور وہ ہے آنحضرت ﷺ کے معجزات میں غور کرنا۔

فائدہ : ...... جب کسی نبی برحق کے ہاتھ سے ایسی چیز ظاہر ہو جو اسباب سے بالاتر ہو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے' کیونکہ یہ اس امر کی علامت ہے کہ اس شخص کے ہاتھ پر محض حق تعالیٰ کی جانب سے اس چیز کا ظہور رہا ہے' ورنہ یہ چیز انسانی طاقت سے باہر تھی۔

فائدہ ۲ : ...... (۱) جو خرق عادت چیز کسی نبی برحق کے ہاتھ پر ظاہر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں' (۲) اور جو کسی جھوٹے کے ہاتھ پر ظاہر ہو اس کو استدراج کہا جاتا ہے' (۳) اور اس خرق عادت سے اس جھوٹے کا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو اس کو خذلان کہتے ہیں' (۴) اور اگر کسی متبع سنت

ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں' (۵) اور اگر کسی عام مومن کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو اس کو معونت کہتے ہیں۔

فائدہ ۳ :..... آنحضرت ﷺ کے معجزات شریفہ' حد شمار سے خارج ہیں۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی ہر حرکت و سکون' ہر قول و فعل اور ہر قال و حال رنگ اعجاز رکھتا ہے' کیونکہ آپ ﷺ کا ہر قول و فعل اور ہر حال و قال اسرار و حکم کا خزینہ ہے۔ محققین کے نزدیک صرف قرآن کریم ہی سات ہزار سے زیادہ معجزات پر محض اپنی عبارت کی وجہ سے مشتمل ہے۔ قرآن کے دوسرے معجزات مزید براں ہیں۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے نشر الطیب میں انواع معجزات کے ضبط میں ایک نفیس فائدہ تحریر فرمایا ہے: اس کو ذیل میں نقل کر دینا مفید ہو گا:

"قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔ (1)صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت تب آوے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا (اور ظاہر ہے کہ اللہ کہنے والے آپ ﷺ کی رسالت کے ماننے والے ہیں) پس رسالت آپ ﷺ کی باعث بقاء و امن سب عالموں کا ہے اور نہ صرف نوع انسان' بلکہ سب اقسام عالم کے آپ ﷺ کی رسالت سے نفع یاب ہیں اور اسی لئے اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو جمیع اقسام عالم میں معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے اور دلیل شاہد ہوتی ہے' پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار تعلق معجزات کے آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے ہیں۔ پس آپ ﷺ کی

(۱) یعنی نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمد ﷺ مگر رحمت واسطے تمام عالموں کے۔

شان کیسی عظیم ہے کہ جس طرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح آپ ﷺ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہے) چنانچہ بیان اس کا یہ ہے 'کہ عالم دو قسم ہے ' (۱) عالم معانی (۲) اور عالم اعیان ' عالم معانی ' عبارت ہے ان چیزوں سے کہ دوسری چیز میں ہو کے پائے جاتے ہیں۔ بذات خود قائم نہیں اور انہیں عرض کہتے ہین ' جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے ان چیزوں سے ' جو بذات خود قائم ہیں اور انہیں جو ہر بھی کہتے ہیں جیسے زمین ' آسمان ' آدمی ' درخت۔ پھر عالم اعیان دو قسم ہے ' عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہیں ' انسان اور جن ' اور عالم غیر ذوی العقول ' یعنی وہ جو عقل نہیں رکھتے ' جیسے جمادات وحیوانات ' پھر عالم ذوی العقول تین قسم پر ہے۔ عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات ' اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے ' یا سفلی ' یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہیں اور عالم سفلی دو قسم ہے ' عالم بسائط اور عالم مرکبات۔ عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے ' اور عالم مرکبات تین قسم پر ہے۔ جمادات ونباتات وحیوانات اور انہیں موالید ثلاثہ بھی کہتے ہیں۔ پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوئے (۱) عالم معانی (۲) ملائکہ (۳) انسان (۴) جن (۵) عالم علوی افلاک وکواکب (۶) بسائط یعنی عناصر (۷) جمادات (۸) نباتات (۹) حیوانات۔ اور یہ عاجز مرکبات کی اس طرح تقسیم کرتا ہے ' ایک وہ جس میں ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ رکھ سکے ' ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ' ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین ' جیسے سحاب وغیرہ اور اول کی وہی تین قسم ہیں جو موالید ثلاثہ کہلاتی ہیں ' پس اس طرح سے کل اقسام دس

ہوئے' تو وہ جو مذکور ہوئے' دسویں کائنات الجو۔ اور ہر قسم میں جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں"۔

(نشر الطیب (ص ۱۰۸۔۱۰۹) مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

براھین حق أوضحت صدق قوله
رواها ویروی کل شبّ وشائب

ترجمہ:...... "یہ معجزات ایسے صحیح دلائل ہیں جنہوں نے دعوائے نبوت میں آنحضرت ﷺ کی حقانیت وصدق کو واضح کر دیا ہے' ان کو روایت کیا ہے اور روایت کرتا ہے ہر جوان اور ہر بوڑھا"۔

اس شعر میں اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات بحیثیت مجموعی متواتر ہیں' ہر چند کہ ایک ایک معجزہ متواتر نہ ہو' جیسا کہ رستم کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کے واقعات متواتر ہیں' اگرچہ ہر واقعہ متواتر نہ ہو۔

فائدہ:...... جس بات کو نقل کرنے والے اتنے زیادہ لوگ ہوں کہ عقل اس امر کو تسلیم نہ کرے کہ ان سب نے ایک جھوٹی بات پر اتفاق کر لیا ہوگا' اس کو خبر متواتر کہتے ہیں' پھر تواتر کی دو قسمیں ہیں' ایک تواتر لفظی' کہ ایک بات یا ایک واقعہ کے نقل کرنے والے اس قدر کثیر التعداد لوگ ہوں' اور دوسری "تواتر قدر مشترک" یعنی ہر واقعہ تو متواتر نہیں' لیکن اس قسم کے واقعات تواتر سے منقول ہیں' مثلاً عرب میں حاتم نام کا ایک سخی گزرا ہے' اس کی سخاوت کا ایک ایک واقعہ تو متواتر نہیں' لیکن اس کی سخاوت کے واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ حاتم کی سخاوت کا مضمون متواتر ہے' اسی طرح رستم کی شجاعت اور بہادری ضرب المثل ہے۔

معجزات نبوی ﷺ کے واقعات کا متواتر ہونا اسی دوسرے معنی کے

لحاظ سے ہے، یعنی ہر واقعہ خواہ متواتر نہ ہو لیکن یہ واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ حاتم کی سخاوت اور رستم کی شجاعت کی طرح حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اور اس تواتر کا منکر عقل کے نور سے محروم قرار پاتا ہے۔

من الغيب كم أعطى الطعام لجائع
وكم مرة أسقى الشراب لشارب

سقی و اسقی: پانی پلانا، چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "و اسقینا کم ماء فراتا" - یعنی "ہم نے پلایا پانی تم کو پیاس بجھانے والا"۔

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ نے عالم غیب کی مدد سے کتنی ہی بار بھوکوں کو کھانا کھلایا، اور کتنی ہی بار پیاسوں کو پانی سے سیراب فرمایا"۔

فائدہ : ...... احادیث شریفہ میں اس قسم کے بہت سے واقعات منقول ہیں کہ تھوڑا سا کھانا آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے ایک بڑی جماعت کو بلکہ بعض اوقات ایک لشکر کو کافی ہو گیا، اور عالم غیب سے اس میں مدد ہوئی، اسی طرح پانی میں برکت کے واقعات بھی بہ کثرت ہیں اور ان واقعات کی کثرت کی بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ بھوکوں کو عالم غیب سے کھانا کھلانے اور پیاسوں کو سیراب کرنے کے واقعات آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے متواتر معجزات ہیں۔

وكم من مريض قد شفاه دعاءه
وإن كان قد أشفى لوجبة واجب

اشفی المریض علی الموت: موت کے قریب پہنچ جانا۔ وجبة: یکبارگی گر پڑنا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: فاذا وجبت جنوبها - مر جانا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اذا وجب فلا یبکین باکیة (یعنی جب

اس کا انتقال ہو جائے تو اس پر کوئی رونے والی نہ روئے)۔

ترجمہ :...... "کتنے ہی مریضوں کو آنحضرت ﷺ کی دعا نے تندرست کر دیا' اگرچہ وہ مرکر گر جانے کے قریب پہنچ چکے تھے"۔

نکتہ: اسقی اور اشفی میں تجنیس ہے۔

فائدہ :...... بیماروں کے آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے شفایاب ہونے کے واقعات بھی اس کثرت سے منقول ہیں کہ ان کی قدر مشترک متواتر ہے۔

ودرّت له شاة لدى أم معبد
حليباً ولا تسطاع حلبة حالب

تسطاع: اصل میں تستطاع تھا۔تا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا۔

ترجمہ :...... "اور آنحضرت ﷺ کے لئے ام معبد کی بکری نے بہت سا دودھ دیا' حالانکہ وہ اتنی کمزور تھی کہ وہ کسی دودھ دوہنے والے کے لئے ایک بار دودھ دینے کی طاقت بھی نہیں رکھتی تھی"۔

ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری کے دودھ دینے کا واقعہ مشکوۃ شریف (ص ۵۴۴) میں مذکور ہے۔

فائدہ :...... یہ سفر ہجرت کا واقعہ ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر ہجرت کے دوران آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقا ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیموں پر گزرے' تو ان سے گوشت یا کھجور خریدنا چاہا' لوگ ان دنوں مفلوک اور قحط زدہ تھے' اس لئے وہاں کچھ نہ ملا' آنحضرت ﷺ نے خیمہ کے ایک کونے میں ایک بکری کھڑی دیکھی تو فرمایا کہ یہ بکری کیسی ہے؟

کہا' اتنی لاغر ہے کہ بکریوں کے ساتھ باہر جانے سے معذور ہے' فرمایا' یہ دودھ دیتی ہے؟ عرض کیا' دودھ دے سکتی تو بکریوں کے ساتھ کیوں نہ چلی جاتی؟ فرمایا' اجازت ہو تو اس کا دودھ دوہ لوں؟ عرض کیا' میرے ماں باپ قربان! اگر آپ ﷺ کو اس کے دودھ نظر آتا ہے تو نکال لیجئے' آنحضرت ﷺ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا' بسم اللہ شریف پڑھی' اور بکری کے لئے دعا فرمائی' بکری نے دودھ اتار لیا' ٹانگیں کشادہ کرلیں' اور جگالی کرنے لگی' آنحضرت ﷺ نے بڑا برتن منگوایا جس سے کئی آدمی سیراب ہو جائیں' اس برتن میں دودھ نکالا' یہاں تک کہ برتن بھر گیا اور اس پر مکھن آگیا۔ آنحضرت ﷺ نے پہلے ام معبد کو پھر اپنے رفقاء کو پلایا' آخر میں خود نوش فرمایا' اور پھر بکری دوبارہ دوھی' دوبارہ وہی برتن بھر گیا' اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ اس حدیث میں مزید قصہ ہے۔

وقد ساخ فی أرضٍ حصان سراقة

وفیه حدیث عن براء بن عازب

ساخ: زمین میں دھنس گیا حصان: (حا کے کسرہ کے ساتھ) گھوڑا۔

ترجمہ: ...... "اور سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا' اور اس میں حضرت براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے۔ یہ حدیث "حدیث رحل" کے نام سے مشہور ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف (ص ۵۲۱) میں مذکور ہے"۔

فائدہ: ...... یہ بھی سفر ہجرت کا واقعہ ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سراقہ بن مالک نے ہمارا تعاقب کیا' وہ قریب پہنچا تو میں

نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس نے تو ہمیں آلیا، فرمایا: "لاتحزن ان اللہ معنا" (کوئی غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے) آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا، وہ چلایا کہ میرا خیال ہے کہ تم لوگوں نے میرے حق میں بددعا کی ہے، خدارا، میرے لئے دعا کرو، میں اللہ کو ضامن ٹھہراتا ہوں کہ تمہارا تعاقب کرنے والوں کو واپس لوٹا دوں گا، آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا نکل آیا، اب وہ کسی تلاش کرنے والے کو ملتا تو یہ کہہ کر اس کو واپس کر دیتا کہ ادھر جانے کی ضرورت نہیں، میں ادھر دیکھ آیا ہوں۔

وقد فاح طیبًا کف من مس کفّه
وما حل رأسًا جسّ شیب الذوائب

فیح: خوشبو مہکنا۔ جس: ہاتھ سے چھونا۔

ترجمہ: ...... "جس شخص نے آنحضرت ﷺ سے مصافحہ کیا اس کے ہاتھ سے خوشبوئے عنبرین مہکنے لگی اور جس شخص کے سر پر آنحضرت ﷺ نے دست مبارک پھیرا تا زندگی اس کے بال سفید نہ ہوئے"۔

فائدہ: ...... اس شعر میں دو معجزات کی طرف اشارہ ہے۔

وألقی شقی القوم فرْثَ جزورهم
علی ظهره والله لیس بعازب

فأُلقوا ببدر فی قلیب مُخبَّث
وعمَّ جمیع القوم شؤم المداعب

عازب: دور۔ کہا جاتا ہے کہ عزب عنّی فلان: یعنی فلاں شخص

دور ہوا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿لا یعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء﴾ شُوم: بری فال۔ یہ یُمن کی ضد ہے۔ یمن: نیک فالی۔

ترجمہ :...... ''قوم کے بدبخت نے ذبح شدہ اونٹ کی اوجھڑی آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی' اور اللہ تعالیٰ ان کے کرتوت سے دور اور بے خبر نہیں تھے' پس یہ لوگ (مقتول ہونے کے بعد) میدان بدر کے گندے اور بدبودار گڑھے میں ڈالے گئے' اور ان تمام لوگوں کو ان کے اس گھناؤنے مذاق کی نحوست پہنچی''۔

ان دو اشعار میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے' جو مشکوٰۃ شریف (ص ۵۲۳) میں مذکور ہے۔

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف کے پاس نماز میں مشغول تھے' اور قریش کے کچھ لوگ اپنی مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو فلاں خاندان کے ذبح شدہ اونٹ کی اوجھڑی' خون اور الائشیں اٹھالائے' اور جب نبی کریم ﷺ سجدہ میں جائیں تو اس اوجھڑی وغیرہ کو آپ ﷺ کی پشت پر ڈال دے؟ چنانچہ ان میں ان کا سب سے بڑا بدبخت اٹھا' اور اس نے اسی شقاوت کا مظاہرہ کیا' اور آنحضرت ﷺ سجدے میں رہے' کسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر دی۔ وہ جلدی سے آئیں اور اس اوجھڑی کو آپ ﷺ سے ہٹایا' اور قریش کو برا بھلا کہا۔ آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ان بدبختوں کے لئے تین بار بددعا کی' خصوصاً عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل)' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ' امیہ بن خلف' عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کا نام لے کر بددعا کی' حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے ان

تمام لوگوں کو جنگ بدر میں مقتول پڑے دیکھا' پھر ان کو گھسیٹ کر بدر کے ایک خبیث گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر' جو گڑھے میں پھینکے گئے ہیں ہمیشہ کی لعنت ڈال دی گئی۔ (متفق علیہ)

وأخـبـر ان أعطاه مـولاه نصـرة
ورعـبًا إلى شـهـر مـسـيـرة سـارب

سارب: ایک جہت پر چلنے والا۔ سَرَبَ الفحل: اونٹ چرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ترجمہ: ...... "اور آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نصرت عطا فرمائی ہے' اور ایسا رعب عطا فرمایا ہے جو دشمن پر ایک مہینے کی مسافت سے پڑتا ہے"۔

فأوفـاه وعـد النصـر والرعب عـاجـلا
وأعطى لـه فـتـح الـتـبـوك ومـارب

تبوک: شام کی سرحد پر مشہور شہر کا نام' جہاں آنحضرت ﷺ غزوۂ تبوک کے موقع پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ بوك سے ماخوذ ہے۔

مآرب: یمن کے مشہور شہر کا نام۔ یہ ہمزہ کے ساتھ ہے مگر ضرورت شعری کی بنا پر ہمزہ کی تسہیل کر دی گئی۔

ترجمہ: ...... "پس اللہ تعالیٰ نے نصرت و رعب کا وعدہ آنحضرت ﷺ سے فوری طور پر پورا فرما دیا' اور آپ ﷺ کو تبوک اور مآرب کی فتح عطا فرما دی"۔

فائدہ: ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں:

۱- میری مدد کی گئی رعب کے ساتھ، ایک مہینے کی مسافت سے، (یعنی دشمن ایک مہینے کی مسافت پر ہو تب بھی مرعوب ہو جاتا ہے) ۲- اور میرے لئے روئے زمین کو نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ (تیمم کی شکل میں) بنا دیا گیا، پس میری امت کے کسی آدمی کو جہاں بھی نماز کا وقت پہنچے وہیں نماز پڑھ سکتا ہے (جب کہ پہلی امتوں کی نماز صرف ان کی عبادت گاہوں میں ادا ہو سکتی تھی) ۳- اور میرے لئے غنیمت کے مال کو حلال کر دیا گیا، اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس کو حلال نہیں کیا گیا، ۴- مجھے شفاعت عطا کی گئی، ۵- پہلے ہر نبی کو خاص اس کی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا، اور مجھے تمام انسانوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے انبیاء کرام (علیہم السلام) پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی:

۱- مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے، ۲- رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، ۳- مال غنیمت کو میرے لئے حلال کر دیا گیا، ۴- روئے زمین کو میرے لئے نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا، ۵- مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا، ۶- اور میرے ساتھ نبیوں کی آمد ختم کر دی گئی۔

(صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

وأخبر عنه أن سيبلغ ملكه

إلى ما ارى من مشارق ومغارب

ترجمہ: ...... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر

دی کہ آپ ﷺ کی (امت کی) حکومت مشرق و مغرب کے ان کناروں تک پہنچے گی جو آپ ﷺ کو دکھائے گئے ہیں"۔

فائدہ :...... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا' پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی' جو مجھے دکھائے گئے' اور مجھے سرخ وسفید خزانے عطا کئے گئے (اس سے مراد قیصر و کسریٰ کے خزانے ہیں)"۔(مشکوۃ ص ۵۱۲)

فأسبل ربُّ الأرض بعد نبيه
فتوحا تواری مالها من مناکب

إسبال : بارش برسنا' برسانا۔ مواراۃ : ڈھانک لینا' چھپا دینا' منکب : کندھا' یہاں کنارہ مراد ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی میں ہے :

﴿فامشوا في مناكبها﴾ (الملک : ۱۵)

ترجمہ :...... "پس زمین کے مالک نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد فتوحات کی ایسی بارش برسائی اور ایسا سیلاب جاری کیا جس نے زمین کے اطراف واکناف کو ڈھانک لیا' (اور آنحضرت ﷺ کی مندرجہ بالا پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی)"۔

وكلّمه الأحجار والعجم والحصى
وتكليم هذا النوع ليس براتب

عُجْمٌ: اعجم کی جمع۔ بے زبان' وہ شخص جو بولنے پر اصلا قادر نہ ہو۔ امرٌ راتبٌ: ثابت شدہ' عادت کے مطابق۔

ترجمہ : ...... "اور آنحضرت ﷺ سے پتھروں نے ' بے زبان جانوروں نے اور کنکریوں نے باتیں کیں ' اور ایسی چیزوں کا باتیں کرنا عادت کے موافق نہیں 'بلکہ خرق عادت معجزہ ہے"۔

فائدہ : ...... مشکوۃ شریف کے بابٌ فِي المعجزات میں یہ تمام معجزات مذکور ہیں۔

وحنّ له الجـذع القـديم تحـزّنًا

فـإن فـراق الحب أدهى المصـائب

ترجمہ : ...... "اور آنحضرت ﷺ کے فراق میں کھجور کا پرانا تنا غم کی وجہ سے رویا 'کیونکہ بلاشبہ محبوب کا فراق سب سے بڑی مصیبت ہے"۔

فائدہ : ...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے ' پھر جب منبر تیار ہوا تو آنحضرت ﷺ اس پر خطبہ دینے لگے ' تو کھجور کا وہ تنا ' جس سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے ' چیخ چیخ کر رونے لگا ' یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے ' آنحضرت ﷺ منبر شریف سے اترے اور اس تنے کو گود میں لیا ' تو وہ اس طرح ہچکیاں لے کر رونے لگا ' جیسے بچے کو پیار کر کے چپ کرایا جائے تو وہ ہچکیاں لیا کرتا ہے ' یہاں تک وہ خاموش ہو گیا ' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ' یہ اس ذکر پر رو رہا تھا جو سنا کرتا تھا۔ (مشکوۃ ص ۵۳۶)

وأعـجب تلك البـدر ينشق عنده

ومـا هو فى إعـجـازه مِن عـجـائب

ترجمہ : ...... ''اور ان معجزات میں سب سے عجیب تر معجزہ شق القمر ہے کہ چودھویں رات کا چاند آنحضرت ﷺ کے پاس (آپ ﷺ کے اشارۂ انگشت سے) شق ہو جاتا ہے۔ اور شق قمر کا معجزہ آنحضرت ﷺ کے اعجاز کے سامنے کچھ بھی عجیب نہیں''۔

فائدہ : ...... شق القمر کا معجزہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح احادیث سے منقول ہے (مشکوۃ شریف ص ۵۲۴) بلکہ قرآن کریم میں بھی سورہ قمر کی پہلی آیت میں اس کی جانب اشارہ فرمایا ہے' اس لئے اس کا انکار کرنا ایمان میں خلل انداز ہے۔

۲۔ ...... چونکہ بہت سے لوگ اس معجزہ کو حیرت انگیز اور بعید از عقل تصور کرتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں یا کم از کم اس میں ناروا تاویل کرتے ہیں اس لئے ان کے شبہ کے ازالہ کے لئے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اعجاز نبوت کے سامنے یہ معجزہ کچھ بھی عجیب نہیں کہ اس کا انکار کیا جائے' یا اس میں ناروا تاویلوں کی کوشش کی جائے۔

شرح اس کی یہ ہے کہ معجزہ' نبی کی قدرت سے ظاہر نہیں ہوتا' بلکہ محض قدرت خداوندی سے نبی برحق کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے' تاکہ یہ خرق عادت چیز نبی کی صداقت کی دلیل ہو' پس اگر معجزہ کا صدور لوگوں کے پیمانہ عقل کے مطابق ہوا کرے تو وہ معجزہ ہی کیا ہوا؟ انکار معجزات کا اصل منشا یہ ہے کہ لوگ قدرت خداوندی کا قیاس اپنی قدرت کے پیمانہ سے کرتے ہیں۔ چونکہ خود پابند اسباب و عادات ہیں' اس لئے سمجھتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت بھی اسباب و عادات کی پابند ہوگی' حالانکہ بہت کھلی سی بات ہے کہ جس خالق کائنات نے زمین و آسمان' چاند اور سورج کی

تخلیق کلمہ کن سے فرمائی ہے وہ اپنی ان مخلوقات کی صفات میں تغیر و تبدل پر قادر ہے، خالق قمر کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ قمر کو سو بار شق کر کے اس کے ٹکڑوں کو پھر جوڑ ڈالے؟

وشق له جبريل باطن صدره
بغسل سواد بالسويداء لازب

ترجمہ: ...... "اور جبریل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی تشریف و تکریم کی خاطر آپ ﷺ کا سینہ مبارک شق کیا، اس سیاہی کو دھونے کے لئے جو دانہ دل کے ساتھ چپکی ہوئی تھی"۔

فائدہ: ...... آنحضرت ﷺ کے شرح صدر کا واقعہ .... محققین کی تصریح کے مطابق ...... تین مرتبہ ہوا، پہلی مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس، دوسری مرتبہ آغاز وحی سے قبل، اور تیسری مرتبہ شب معراج میں۔ (حاشیہ مشکوۃ از مرقاۃ ص ۵۲۴)

وأسرى على متن البراق إلى السما
فيا خير مركوب ويا خير راكب

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ براق کی پشت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف راتوں رات تشریف لے گئے، سبحان اللہ! کیسی بہترین سواری تھی، اور کیسے بہترین سوار تھے؟ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

فائدہ: ...... حضرت مصنف ؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں آسمانوں پر تشریف لیجانا براق کے ذریعہ ہوا، یہ اہل علم کا ایک

قول ہے، دوسرا قول یہ ہے بیت المقدس تک تشریف لیجانا براق کے ذریعہ ہوا اور وہاں سے آسمانوں پر تشریف لیجانا برقی سیڑھی کے ذریعہ ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ واللہ اعلم۔ (حاشیہ مشکوۃ ص ۵۲۷)

وشـــاهد أرواح النبـيـين جـمـلـة

لدى الصخرة العظمى وفوق الكواكب

ترجمہ :...... "اور آنحضرت ﷺ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ سے ملاقات کی، صخرہ کے پاس بھی، جو مسجد بیت المقدس میں ہے، اور آسمانوں پر بھی"۔

فائدہ :...... شب معراج میں آنحضرت ﷺ کے استقبال کے لئے تمام انبیا کرام علیہم السلام بیت المقدس میں جمع تھے، جہاں آپ ﷺ نے انبیا کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی، پھر آسمانوں پر بھی ان حضرات سے ملاقات ہوئی، حضرات انبیاء علیہم السلام کی آمدورفت عالم ملکوت کے اسرار ہیں۔

۲۔ ...... حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ ان کی خاص صورتوں میں متشکل تھیں، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ان کے جسم عنصری کے ساتھ ہوئی۔ (حاشیہ مشکوۃ ص ۵۲۷-۵۳۰)

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وفات سے پہلے آنحضرت ﷺ کی زیارت وملاقات نصیب ہوئی اس لئے وہ نبی ہونے کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے صحابی بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" میں، حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے "تجرید اسماء الصحابہ" میں اور بعض دیگر حضرات

نے ان کا ذکر صحابہ کرام میں کیا ہے' چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بھی ہیں اور صحابی بھی' اس لئے یہ امتحانی سوال کیا جاتا ہے کہ بتاؤ! وہ کون سا صحابی ہے جو ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) سے بھی افضل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

وشاهد فوق الفوق أنوار ربه
كمثل فراش وافر متراكب

ترجمہ : ...... "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں سے بھی فوق الفوق اپنے پروردگار کے انوار کا مشاہدہ کیا' جیسے بے شمار پروانے ہوں جو ایک دوسرے سے باہم ملے ہوئے (مربوط) ہوں"۔

فائدہ : ...... اس "فوق الفوق" کی نہایت حد ادراک سے خارج ہے' اور جن انوار الٰہیہ کا مشاہدہ فرمایا ان کی کنہ وحقیقت احاطہ عقل انسانی سے ماوراء ہے۔

وراعت بليغ الآى كل مجادل
خصيم تمادى فى مراء المطالب

ترجمہ : ...... "اور قرآن کریم کی آیات نے' جو بلاغت کی آخری حد کو پہنچی ہوئی ہیں' ہر ایسے جھگڑا کرنے والے لڑائی کرنے والے کو ڈرایا' جو علمی مباحث کے اندر جھگڑا کرنے میں حد سے گزر گیا ہو"۔

فائدہ : ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عظیم الشان معجزہ قرآن کریم ہے' جس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ معجزہ قیامت تک زندہ وتابندہ ہے۔

براعة أسلوب وعجز معارض
بلاغة أقوال وإخبار غائب

براعة : فضیلت میں پورا ہونا' اور علم ودانش اپنے ہمجولیوں سے آگے نکل جانا۔ براعة اسلوب اوپر کے شعر میں مذکور بلیغ الای سے بدل اشتمال ہے۔

ترجمہ : ...... "(اور قرآن کریم کا اعجاز چند وجوہ سے ہے) ۱۔ مخلوق کے کلام سے ممتاز اور نرالا اسلوب اور انداز بیان' ۲۔ مقابلہ کرنے والوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز و درماندہ ہونا' ۳۔ مضامین میں انتہائی بلاغت' ۴۔ اور غیب کی باتوں کی خبریں دینا' جیسے عاد و ثمود کے واقعات کی خبر' میدان بدر میں فتح کی خبر' رومیوں کے فارس پر غالب آنے کی خبر' وغیرہ وغیرہ۔ اور اس شعر میں اشارہ ہے کہ محققین کے نزدیک قرآن کریم کا اعجاز چار وجہ سے ہے"۔

وسماه ربّ العرش أسماء مدحة
تبين مـا أعطى له من مناقب

ترجمہ : ...... "اور عرش کے مالک جلّ شانہ نے آنحضرت ﷺ کو ایسے بابرکت ناموں کے ساتھ موسوم فرمایا جو آنحضرت ﷺ کی مدح پر مشتمل ہیں' اور جو ان فضائل ومناقب کو بیان کرتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ کو مرحمت فرمائے ہیں"۔

فائدہ : ...... آنحضرت ﷺ کے اسمائے شریفہ میں حق تعالیٰ شانہ کے بہت سے اسرار ولطائف ہیں:

اول : ...... آنحضرت ﷺ کے جس قدر صفاتی اسمائے مبارکہ ہیں اتنے کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے ' چنانچہ بعض اہل علم نے ان کی تعداد ۹۹ تک اور بعض نے تقریباً ایک ہزار تک پہنچائی ہے۔

دوم : ...... یہ تمام اسمائے آنحضرت ﷺ کے کمالات اور فضائل ومناقب کے ترجمان ہیں ' حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کے دو ذاتی نام (محمد اور احمد) بھی عظیم الشان منقبت پر مشتمل ہیں۔

سوم : ...... اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے ناموں سے خطاب فرمایا ہے۔یا آدم ' یا ابراہیم ' یا عیسیٰ ' مگر آنحضرت ﷺ کو کہیں بھی نام لے کر خطاب نہیں فرمایا ' بلکہ یا ایھا الرسول ، یا ایھا النبی ، یا ایھا المزمل ، یا ایھا المدثر وغیرہ سے خطاب فرمایا ہے۔

چہارم : ...... آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی کا نام محمد یا احمد نہیں رکھا گیا ' البتہ جب آنحضرت ﷺ کی بعثت کا زمانہ قریب ہوا تو کچھ لوگوں نے اپنے بچوں کا نام "محمد" رکھا ' تاکہ شاید یہی بچہ نبی آخر الزمان ہو ' گویا ان بچوں کے نام بھی آنحضرت ﷺ کے نام مبارک پر رکھے گئے۔

رءوف رحیم أحمد ومحمد

مقفی ومفضال یسمی بعاقب

المقفی : آخری نبی۔اسی طرح العاقب کے معنی بھی سب کے بعد آنے والا۔

ترجمہ : ...... "(ان اسمائے مبارکہ میں سے) چار نام قرآن کریم میں آئے ہیں۔ رؤف : نہایت شفیق ' رحیم : نہایت مہربان ' محمد : بہت زیادہ لائق تعریف ' احمد : سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے"۔

اور تین نام حدیث شریف میں آئے ہیں: مقفی: تمام نبیوں میں سب سے آخر۔ نبی الرحمہ: رحمت والے نبی' عاقب: آخری نبی' شعر میں مفضا ل، کالفظ نبی الرحمہ کے معنی میں ہے۔

فائدہ :...... صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے بہت سے نام ہیں' میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائیں گے' میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں پر اٹھایا جائے گا' (یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا' میرے بعد دوسروں کو) اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمارے سامنے اپنے چند اسمائے مبارکہ بیان فرماتے تھے' چنانچہ فرمایا کہ "میں محمد ہوں' احمد ہوں' مقفی ہوں' حاشر ہوں' نبی التوبہ ہوں' نبی رحمت ہوں۔ (مقفی کے معنی تمام انبیاء کے بعد آنے والا)"۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی بدگوئی کو مجھ سے کیسے ہٹاتے ہیں؟ یہ لوگ مذمم کی بدگوئی کرتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جب کہ میں محمد ہوں"۔ (یہ لوگ جب آنحضرت ﷺ کی بدگوئی کرتے تھے تو آپ ﷺ کا نام بگاڑ کر بجائے محمد کے مذمم کہتے تھے' (اس کے معنی ہیں برا آدمی' لائق مذمت شخص) یہ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے اسم گرامی "محمد" کی حفاظت کی تھی کہ اس بابرکت نام کو قریش مکہ کی بدگوئی سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے انہی کی زبان سے کہلا دیا کہ "محمد" تو لائق تعریف ہے اس کی بدگوئی نہیں کی جاسکتی' ہاں! مذمم

لائق مذمت ہے جب کہ آنحضرت ﷺ تو مجھ میں [illegible]
تینوں احادیث مشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۵) میں ہیں)۔

فصل ہشتم

آل و اصحاب کے حق دعا اور اصحاب کی شجاعت اور آل کی نجابت و بزرگی کے بیان میں

إذا مــا أثاروا فــتنة جــاهليــة
تقـود ببـحـر زاخـر من كـتـائب

زخر: دریا اور نہر کا پر ہو کر بہنا۔ کتیبہ: لشکر۔

ترجمہ: ......"جب فتنہ پرداز لوگ، آنحضرت ﷺ کی عداوت اور دین اسلام کو مٹانے کے لئے کوئی ایسا جاہلی فتنہ برپا کرنے کے لئے جمع ہوتے جو لشکروں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو کھینچ لاتا"۔

يقـوم لدفع البـأس أسـرع قـومـة
بجـيش من الأبطال غـرّ السـلاهب

البَطَل: دلیر، بہادر۔ غُرٌّ: اغرّ کی جمع، وہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو۔ سَلْهَبٌ: دراز قامت گھوڑا۔ جمع، سلاهب

ترجمہ: ......"تو آنحضرت ﷺ کافروں کے شر کا توڑ کرنے کے لئے فوراً بہادروں کا ایسا لشکر لے کر اٹھتے جن کے دراز قد گھوڑوں کی پیشانیاں سفید ہوتیں"۔

أشداء يوم البأس من كل باسل
ومن كل قرم بالأسنة لاعب

باسل: (بسالت سے ہے) دلیر' بہادر۔ قرم: اس اونٹ کو کہتے ہیں جس سے بار برداری کا کام نہیں لیا جاتا' بلکہ صرف مقابلہ بازی کے لئے ہوتا ہے' بعد میں ہر سردار کو قرم کہنے لگے۔

ترجمہ: ...... "یہ ایسے بہادر اور دلیر تھے کہ میدان جنگ میں ہر بہادر دلیر سے بڑھ کر قوی دل ثابت ہوتے' اور ہر بہادر جنگجو سے جو نیزوں کے ساتھ نیزہ بازی کرتا ہے"۔

توارث إقداماً ونبلا وجرأة
نفوسهم من أمهات نجائب

اقدام: پیش قدمی کرنا' بہادری کے جوہر دکھانا' نبل، نبالت: آگاہی اور بزرگی۔

ترجمہ: ...... "جن کے نفوس نے شریف اور بہادر ماؤں سے جنگ میں پیش قدمی' نجابت و بزرگی اور جرات و بسالت کی میراث حاصل کی تھی"۔

یہ شعر کلام قریش کے محاورہ کے مطابق واقع ہوا ہے۔ کہ وہ ماؤں کی نجابت و شرافت کی تعریف کرتے تھے' اور یہ سمجھتے تھے کہ آدمی میں اخلاق فاضلہ ماں کی جانب سے وراثت کے طور پر پہنچتے ہیں' حدیث شریف میں ہے کہ: انا ابن العواتك

ترجمہ: ...... "میں شریف اور پاکباز عورتوں کا بیٹا ہوں"۔

جزى الله أصحاب النبي محمّد
جميعًا كما كانوا له خير صاحب

ترجمہ : ...... "اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جزائے خیر اور بہترین بدلہ عطا فرمائیں جیسا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بہترین رفیق وہم نشین تھے"۔

فائدہ : ...... حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر شرف بخشا، اور دنیا کے بہترین انسانوں کو آنحضرت ﷺ کی رفاقت کے لئے چنا، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا ایسا حق ادا کیا کہ کسی نبی کے صحابہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی، چونکہ ان حضرات نے "ہمارے نبی ﷺ" کا حق خدمت ادا کیا اس لئے یہ حضرات ہمارے محسن ہیں، اور محسن کی احسان شناسی تقاضائے عقل وفطرت ہے، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنا، اور ان کی احسان شناسی اہل ایمان پر لازم ہے۔

وآل رسول الله لا زال أمرهم
قويمًا على إرغام أنف النواصب

ترجمہ : ...... "اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت، اللہ کرے کہ ان کا حال ہمیشہ صحیح اور درست رہے، اور دشمنان اہل بیت (ناصبیوں) کی ناک ہمیشہ خاک آلود رہے"۔

فائدہ : ...... جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا درحقیقت حب نبوی ﷺ کا شعبہ ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ کی آل واولاد اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت ومحبت بھی حبّ نبوی

ﷺ کی شاخ ہے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے اہل بیت سے بغض وعداوت رکھتا ہے وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ ذلیل و نامراد رکھے۔

ثلاث خصال من تعاجيب ربنا
نجابة أعقاب لوالد طالب
خلافة عباس ودين نبينا
تزايد فى الأقطار من كل جانب

ترجمہ : ...... "تین چیزیں ہمارے پروردگار کی قدرت کے عجیب نمونے ہیں:

اول : ...... اولاد ابی طالب کی نجابت (چونکہ شعر میں ابو طالب کا لفظ ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا اس کے بجائے والد طالب کا لفظ رکھا)

دوم: ...... بنو عباس کی خلافت۔

سوم: ...... ہمارے پیغمبر ﷺ کے دین کا تھوڑی مدت میں تمام اقطار واطراف میں پھیل جانا"۔

ان دو شعروں میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ عبدالمطلب سیف بن یزن کے پاس گئے تو اس نے کاہنوں کو جمع کیا' تمام کاہنوں نے بتایا کہ عبدالمطلب کے آدھے بدن میں نبوت رکھی گئی ہے' اور آدھے بدن میں خلافت۔

ان دو شعروں میں کاہنوں کے قول کی تردید ہے' کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کے عجائبات سے عبدالمطلب میں تین چیزیں ودیعت

رہیں ۔ آل ابو طالب میں نجابت ' آل عباس میں خلافت ' اور حضرت عبد اللہ کی نسل میں نبوت ظاہرہ وباہرہ ۔

فصل نہم

ان مسلمانوں کے طبقات کا ذکر جو ہر صدی میں دین متین کے حامل ہوئے اور ان کے لئے دعا

یؤیّد دین اللہ فی کل دورۃ
عصائب تتلوا مثلھا من عصائب

ترجمہ : ...... " ہر دورۂ زمان میں اللہ کے دین کی تائید کرتی ہیں ایسی جماعتیں کہ ان کے بعد آتی ہیں اسی قسم کی دوسری جماعتیں " ۔

یعنی ہر زمانے میں دین قیم کی تائید کے لئے جماعتوں کی جماعتیں لگاتار پیدا ہوتی رہتی ہیں 'کوئی زمانہ حامیان دین سے خالی نہیں رہا ' اور قیامت تک یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوگا[1] ۔

فمنھم رجال یدفعون عدوھم
بسمر القنا والمرھفات القواضب

---

[1] یہاں سے اس حدیث کے معنی سمجھے جا سکتے ہیں کہ " بے شک اللہ تعالیٰ کھڑا کریگا اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو جو امت کے لئے دین کی تجدید کریں گے " کہ مراد اس سے شخص اکبر ہے ' جو تمام علماء وفقہاء کو شامل ہے ' اور ان حضرات سے تجدید دین اس طور پر ظہور میں آتی ہے کہ دین متین کی تجدید وتائید کا داعیہ ان کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے ' کہ اس داعیہ کے ذریعہ ان سے بدعات کی تنقیح اور سنن کی تائید ظہور میں آتی ہے ' لیکن شخص واحد کی تعیین وتحدید مراد نہیں ہے ۔ (حاشیہ مصنف ")

سمرہ: گندمی رنگ کا ہونا۔قنا: قنات کی جمع ہے' یعنی نیزے۔ (مہرفات: ارہاف سے ہے) یعنی تیز کرنا' قواضب: قاضب کی جمع ہے' کاٹنے والا' تلواریں۔

ترجمہ: ...... "پس ان جماعتوں میں کچھ حضرات وہ ہیں جو گندم گوں نیزوں اور کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ دشمن کا راستہ روکتے ہیں اور ان کے شر کو دفع کرتے ہیں۔"

یہ ان غازیان اسلام کی جماعت ہے جو میدان کارزار میں کفر کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ومنهم رجـال يغلبـون عـدوهم
بأقـوى دليل مـفـحم للمـغـاضب

ترجمہ: ...... "اور ان جماعتوں میں ایک جماعت ان حضرات کی ہے جو اپنے حریفوں پر قوی ترین دلیل کے ساتھ' جو مخالف کو ساکت کر دے' غالب آتے ہیں"۔

اس شعر میں متکلمین کی طرف اشارہ ہے جو دین اسلام کے مخالفین اور ملت مصطفویہ (علی صاحبها الصلوۃ و السلام) میں پیدا ہونے والے فِرَق باطلہ کو' جو خودرو گھاس کی مانند ہیں' جواب دینے میں مشغول ہیں' اور ان کے شبہات باطلہ سے ملت کی حفاظت وپاسبانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

ومنهم رجـال بيّنوا شـرع ربنا
ومـا كـان فيـه من حـرام وواجب

ترجمہ: ...... "اور ان میں ایک جماعت وہ ہے جنہوں نے ہمارے

پروردگار کی شریعت کو بیان کیا اور شرع میں جو حرام اور واجب وغیرہ ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی''۔

یہ اشارہ ہے فقہائے امت کی طرف' جنہوں نے علم احکام اور فتاویٰ کے کام کو سنبھالا۔

ومنهم رجـال يدرسـون كـتـابه
بتـجـويد ترتيل وحـفظ مـراتب

ترجمہ :...... ''اور ان میں ایک جماعت ان حضرات کی ہے جو کتاب اللہ کی تدریس میں مشغول ہیں' ترتیل کی عمدگی کے ساتھ اور ادائے الفاظ کے مراتب کی نگہداشت کے ساتھ' مثلاً حروف کے مخارج وصفات' اوقاف قران کی رعایت' اور اس نوع کے دیگر امور''۔

یہ قاریان کتاب اللہ کی طرف اشارہ ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت اور تعلیم وتدریس میں مشغول ہیں۔

ومنهم رجـال فـسّروه بعلمـهم
وهـم علّمـونا مـا به من غـرائب

ترجمہ :...... ''اور ان میں ایک جماعت ان حضرات کی ہے جنہوں نے اپنے علم سے قرآن کریم کی تفسیر فرمائی' اور قرآن کریم کے غرائب کی ہمیں تعلیم دین دی''۔

یہ حضرات مفسرین کی طرف اشارہ ہے جو کتاب الٰہی کی تفسیر میں مشغول ہیں۔

فائدہ :...... قرآن کے مشکل الفاظ کو ''غریب'' کہا جاتا ہے' اسی

طرح قرآن کریم کے دقیق علوم و معارف اور لطائف و نکات کو بھی ' جن تک عام لوگوں کے ذہن کی رسائی نہیں ہوتی۔

ومنھم زجال بالحدیث تولّعوا
وما کان منہ من صحیح وذاھب

ترجمہ : ...... "اور ان میں ایک جماعت وہ ہے جن کو حدیث نبوی (ﷺ) سے عشق ہے ' اور وہ حفظ حدیث اور صحیح و ضعیف احادیث کے جاننے میں مشغول ہیں"۔

یہ حضرات محدثین ہیں جو حدیث کی خدمت کے کام کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

فائدہ : ...... تمام دینی علوم قرآن کریم کے خادم ہیں ' اور ان خدام میں سب سے شریف ترین علم ' علم حدیث ہے ' قرآن کریم کی مثال ایسی ہے کہ کسی عظیم الشان بادشاہ کا دربار سجا ہوا ہو ' اور بادشاہ کے تمام خدام اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق شاہی دربار میں پرا باندھے کھڑے ہوں ' ان خدام میں وزیر اعظم کا مرتبہ سب سے اونچا ہے کہ وہی شاہی احکام کی ترجمانی کرتا ہے اور وہی ان کی تعمیل کراتا ہے ' پس حدیث نبوی ﷺ کی حیثیت شاہی دربار کے وزیر اعظم کی ہے ' کہ قرآن کریم کے تمام احکام کی توضیح اور تعمیل و تشکیل آنحضرت ﷺ کی زبان نبوت سے بہتر کون کر سکتا تھا؟ اللہ کے کلام کا شارح اللہ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی تعلیم کو آنحضرت ﷺ کے فرائض نبوت میں شمار فرمایا گیا ' (ویعلمھم الکتاب و الحکمۃ) اور جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے حدیث نبوی ﷺ کی خدمت و حفاظت کے لئے چن لیا ان کی شان اور مرتبہ کا کیا پوچھنا۔ امت اسلامیہ ان حضرات کی ممنون احسان ہے کہ انہوں نے

ہادی عالم ﷺ کے قول و فعل اور آپ ﷺ کے حالات طیبات کو امت کے لئے محفوظ کر دیا۔ فجزاھم اللہ خیرا۔

ومنهم رجـال مـخلصلون لربهم
بأنفاسهم خصب البلاد الأجادب

ترجمہ : ... "اور ان جماعتوں میں ایک مردان خدا کی جماعت ہے جو اپنے اعمال میں اپنی نیتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرنے والے ہیں۔ ان ہی کے دم قدم کی برکت سے قحط زدہ شہروں میں ارزانی ہے"۔

یہ حضرات عابدین صوفیا کی جماعت کی طرف اشارہ ہے۔

ومنهم رجـال يهتـدى بعظاتهم
فـئـام إلى دين من الله واصب

ترجمہ : ...... "اور ان جماعتوں میں ایک جماعت ان حضرات کی ہے جن کے وعظ و نصیحت کے سبب لوگوں کی بہت بڑی جماعتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے دین حق کی طرف، جو لازم و دائم ہے، راہ یاب ہوتی ہیں"۔ یہ واعظوں کی جماعت ہے۔

على الله رب الناس حسن جزاءهم
بما لا يوافى عده ذهن حاسب

ترجمہ : ...... "ان تمام جماعتوں کا نیک بدلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کو اتنا ثواب عطا فرمائیں گے کہ کسی حساب کرنے والے کا ذہن اس کو شمار نہیں کر سکے گا"۔

فائدہ :...... چونکہ ان تمام حضرات کے ذریعہ ' جو ہر دور میں لگاتار پیدا ہوتے رہے ' ہم لوگوں کو دین اپنی صحیح حالت میں پہنچا ہے - اس لئے ان تمام حضرات کے لئے دعائے خیر ہر مسلمان کے ذمہ لازم ہے -

فصل دہم

آنحضرت ﷺ سے عشق کے بیان میں اور نسبت اویسیت کی طرف اشارہ اور اس نسبت کے بعض آثار کے بیان میں

فمن شاء فليذكر جمال بثينة
ومن شاء فليغزل بحُبِّ الزيانب

بُثَینَہ : ایک معشوقہ کا نام ' زیانب : زینب کی جمع ہے - مُغازلہ : عشق بازی کرنا -

ترجمہ :...... "پس جو شخص بُثَینہ نامی معشوقہ کے حسن وجمال کا تذکرہ کرنا چاہے کرتا پھرے اور جو شخص زینبوں کے عشق ومحبت کے گیت گاتا ہے وہ گاتا پھرے" -

سأذكر حبي للحبيب محمد
إذا وصف العشاق حب الحبائب

ترجمہ :...... "میں تو محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ سے اپنے عشق ومحبت کا ذکر کروں گا ' جس وقت کہ عشاق اپنے محبوبوں سے عشق کو بیان کریں" -

وأذكر وجدا قد تقادم عهده
حواه فؤادي قبل كون الكواكب

ترجمہ : ..... ”میں تو اپنے اس عشق کا تذکرہ کروں گا جس کا زمانہ بہت قدیم اور پرانا ہو چکا ہے۔ اور میرے دل نے اس عشق کو ستاروں کی پیدائش سے بھی پہلے سمیٹ لیا تھا“۔

اس شعر میں علوم تصوف میں سے ایک باریک نکتہ (دقیقہ) کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اعیان ثابتہ کا واحدیت کی طرف میلان وجود زمانہ سے بھی پہلے (یعنی ازل ہی سے) تھا۔ اور وہی عشق ہے جو کاملین اہل اویسیت کے درمیان اور جناب آنحضرت ﷺ کے درمیان بروئے کار آتا ہے۔ اور اس نکتہ کی تفصیل کے لئے یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا۔

ويبدو محيّاه لعينيّ في الكرى
بنفسي أفديه إذًا والأقارب

ترجمہ : ..... ”اور غنودگی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کا روئے مبارک میری دونوں آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس وقت میں اپنے نفس کو (اپنے ماں باپ کو) اور اپنے عزیز و اقارب کو آنحضرت ﷺ پر نثار اور فدا کرتا ہوں“۔

فائدہ : ..... یعنی عالم تصور میں جب چہرۂ انور آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو بے اختیار پکار اٹھتا ہوں کہ فداہ نفسی و ابی و امی و روحی وجسدی - صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (میرے ماں باپ، میری جان و مال، روح و بدن، اہل و عیال اور عزیز و اقارب آنحضرت ﷺ پر قربان ہوں)

ترجمہ : ...... "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر (بے حد و بے پایاں) رحمتیں نازل فرمائیں اے خلق خدا میں سب سے بہترین ذات! اور اے وہ بہترین ہستی جس سے امید رکھی جائے! اور اے بہترین عطا کرنے والے!"

ویا خیــــر من یُرجی لکشف رزیّة
ومَن جوده قد فاق جود السحائب

رزّیة: مصیبت ۔ الجَود: (بالفتح) کثرت باراں

ترجمہ : ...... "اور اے بہترین شخص! جس سے ازالہ مصیبت کے لئے امید رکھی جائے اور اے وہ بہترین ذات! جس کی سخاوت موسلا دھار بارش سے بھی زیادہ ہے"۔

فاشــــهـد أن الله راحم خلقــه
وأنّك مــفـتــاح لكنز المواهب

ترجمہ : ...... "پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والے ہیں ۔ اور آپ ﷺ اے رسول خدا! عطیات الٰہی اور خزائن بخشش کی کنجی ہیں"۔

وأنّك أعـلـى المرسـلين مـكـانـة
وأنت لهم شـمـس وهم كـالـشـواقب

ترجمہ : ...... "اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ مرتبہ میں تمام نبیوں سے بالا تر ہیں ۔ اور آپ ﷺ ان کے لئے بمنزلہ آفتاب کے ہیں اور وہ حضرات بمنزلہ ستاروں کے ہیں"۔

فائدہ :...... ہمارے حضرت حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو نظم کیا ہے' بطور تبرک اس کے چند اشعار نقل کرتا ہوں:

تو فخر کون ومکاں' زبدۂ زمین وزماں
امیر لشکر پیغمبراں' شہ ابرار
تو بوئے گل ہے' اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس' گر اور انبیاء ہیں شمس نہار
حیات جاں ہے تو' ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نوردیدہ ہے' گر ہیں وہ دیدۂ بیدار
طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجاہے کہئے اگر تم کو مبدء الاثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تابوجود
قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار

وأنت شفيع يوم لا ذو شفاعة
بمغنٍ كما أثنى سواد بن قارب

ترجمہ :...... ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفیع ہیں اس دن' جس دن کہ کوئی شفاعت کرنے والا کام نہیں دے گا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت سواد بن قارب صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا''۔

اس لفظ میں اشارہ ہے کہ یہ مصرع حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے

لے کر تضمین کیا گیا ہے۔بلکہ یہ پورا قصیدہ ہی ان کے قصیدہ کے تتبع میں (یعنی انہی کے قصیدہ کی بحر اور قافیہ میں) کہا گیا ہے' کیونکہ انہوں نے اپنا قصیدہ آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں پڑھ کر سنایا تھا اور اس نے مرتبہ قبول حاصل کیا۔

(یعنی کیا بعید ہے کہ اس تتبع کی برکت سے یہ قصیدۂ شریفہ بھی بارگاہ عالی میں فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا جائے اور سمع مبارک تک پہنچے اور شرف قبول سے مشرف ہو جائے تو ہم گناہ گاروں کی شفاعت کا بھی ذریعہ بن جائے۔یہ ناکارہ حضرت سواد بن قارب ﷺ کے اسلام لانے کا واقعہ اور ان کا قصیدہ مقدمہ میں نقل کر چکا ہے)

وأنت مـجـيرى من هجـوم ملمـة
إذا أنشـبت في القلب شـر المخـالب

ملمہ: حادثہ' واقعہ' نازلہ تینوں ہم معنی ہیں۔

ترجمہ: ...... "اور آپ ﷺ ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں مصیبت کے ہجوم کرنے سے' جبکہ وہ دل میں بدترین پنجے گاڑے"۔

فـمـا أنا أخـشى أزمـة مـدلهـمـة
ولا أنا من ريب الزمــــان براهب

ترجمہ: ...... "(جب آپ ﷺ جیسی پاکیزہ ہستی میرے لئے پناہ گاہ موجود ہے) پس نہ تو میں کسی تاریک سختی کا اندیشہ رکھتا ہوں اور نہ میں گردش زمانہ سے ہراساں ہوں"۔

اس شعر میں اشارہ ہے کہ استمداد قبول ہوئی' نیز آغاز قصیدہ کی

طرف رجوع کا اشارہ ہے۔

فائدہ: ...... قصیدہ کے آغاز میں بات یہیں سے شروع کی گئی تھی شاعر حوادث زمانہ اور مصائب و آفات کی یورش سے اس قدر آزردہ خاطر اور ہراسان و پریشان ہے کہ اس کی راتوں کی نیند حرام ہوگئی ہے، اور اس کی پوری رات اختر شماری میں گزرتی ہے، اس کی وحشت و آزردگی کا یہ عالم ہے کہ آسمان کے ستارے اسے سانپوں کی آنکھوں اور بچھوؤں کے سر کی مانند نظر آتے ہیں، اور اس سراسیمگی میں اسے کوئی مونس و غمخوار کوئی یار و مددگار اور کوئی مشفق و خیر خواہ نظر نہیں آتا۔ بس ایک محبوب کبریا اور خواجہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہے جو امیدوں کا واحد سہارا ہے۔ اب قصیدہ کو ختم کرتے ہوئے شاعر پھر اس مضمون کو باندھتا ہے۔ گویا پہلے اظہار تمنا تھا اور یہاں حصول مدعا کی بشارت ہے۔ اور اس میں ختم قصیدہ کا بھی اشارہ ہو گیا کیونکہ حضرت صوفیا رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "ما النهاية؟ العود الى البداية!" یعنی نہایت کیا ہے؟ بدایت (ابتداء) کی طرف لوٹ جانا۔

فـإنـيَ مـنـكـم فـي قـلاع حـصـيـنـة
وحـدٍّ حـديـدٍ من سـيـوف المحـارب

ترجمہ: ...... "کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مضبوط قلعوں میں محفوظ ہوں اور آہنی دیوار کے حصار میں ہوں جو جنگ کرنے والوں کی شمشیروں سے بنایا گیا ہے۔ یعنی گویا میں شمشیروں کے حصار میں ہوں جو میری نصرت کے لئے اور میرے دشمنوں کو دفع کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے"۔

وليس ملوماً عيّ صبٍّ أصابه
غليل الهوى في الأكرمين الأطائب

ترجمہ : ...... ”اور جس عاشق کو سوزش عشق کا آزار لاحق ہو اس کی زبان کا پاکیزہ بزرگوں کی مدح میں بند ہو جانا لائق ملامت نہیں“۔

اس شعر میں گفتگو ختم کرنے اور آنجناب ﷺ کے شایان شان مدح کرنے سے عاجز ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس عجز کے دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ عشق سکوت کا تقاضا کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں اور پاک لوگوں کی مدح کی کوئی آخری حد نہیں۔

فائدہ : ...... جس شخص کو عشق کا آزار لاحق ہو اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور وہ محبوب کے سامنے اظہار مدعا سے قاصر رہا کرتا ہے، خصوصاً جب کہ جس سے اظہار عشق کیا جائے وہ بہت ہی عظیم ترین ہستی ہو۔ مثلاً کسی بھنگی کو شہزادے سے عشق ہو جائے تو اس کے سامنے اپنے عشق کی شرح و تفصیل کرنے سے اس کی زبان گنگ رہے گی، اور ایک ادنیٰ امتی اگر آنحضرت ﷺ سید الانبیاء، امام الانبیاء خاتم الانبیاء، زبدۂ کائنات، خلاصہ موجودات۔ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ کے ساتھ اظہار عشق کرنا چاہے تو بشرطیکہ مرتبہ شناس ہو اس کی زبان کیوں گنگ نہ ہوگی؟

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: ع

”لاف یاری چہ زنم او قرشی من حبشی“

اس لئے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنے عجز پر پہلا عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ عاشق نامراد کی زبان بستہ اور گنگ ہو جاتی ہے۔ وہ اگر حق مدح ادا نہ کر پائے تو لائق ملامت نہیں بلکہ لائق رحم ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ

کمال مدح کا حق ادا کرنا اس پر موقوف ہے کہ ممدوح کے اوصاف کا ادراک بدرجہ کمال ہو، اور اس کے ظاہری و باطنی احوال کا پورا احاطہ ہو، اور یہ چیز ایک عاجز بندے کے لئے بزرگوں اور پاک لوگوں کے حق میں ممکن نہیں کہ ان کے واقعی کمالات کا ادراک بدرجہ کمال ہو سکے، اور جب بزرگوں اور پاک لوگوں کے کمالات کا پورا ادراک نہیں ہو سکتا تو سید ولد آدم، سرور کائنات ﷺ کے کمالات کا ادراک کون کر سکتا ہے؟ اس بحر محیط کی کون پیمائش کر سکتا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں؟ یہاں پُرگو شاعر اور زبان آور خطیب کو بھی عجز و درماندگی کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں، اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کایں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

شیخ تاج الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد شیخ تقی الدین علی بن عبد الکافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو دنیا میں کسی نے نہیں پہچانا۔ البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تھوڑا سا پہچانا، کیونکہ آنحضرت ﷺ کے پاؤں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر سے لگے ہیں، (اشارہ اس طرف ہے کہ جہاں مقام صدیقیت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے مقام نبوت کی ابتدا ہوتی ہے)۔ الغرض یہ دوسرا عذر ہے اعتراف عجز و قصور کا۔

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ما ہمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم

خاتمہ

قصیدہ کے اسلوب میں غور کیا جائے کہ کس غضب کی تشبیب کی گئی،

اور وہاں سے گریز کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی مدح میں پہنچے ' اور وہاں کلام کو مختلف قسم کے اسلوب و انداز میں ادا کیا۔ آخر میں عشق کا بیان کیا گیا اور جب استحضار مرتبہ کمال کو پہنچا تو براہ راست خطاب کیا گیا' اور آخر قصیدہ میں ابتداء کی طرف عود کیا گیا' اور قصیدہ کے پورا ہونے کا نشان دیا گیا۔

ہم نے قصیدہ کی جو شرح و تعلیق شروع کی تھی ' یہاں اس کا اختتام ہوا۔ اور ہم بروز سہ شنبہ ۲۴/ ربیع الثانی ۱۲۵۶ء کو اس شرح سے فارغ ہوئے۔ و الحمدللہ رب العالمین۔

○

الحمدللہ کہ آج شب چہار شنبہ ۲۰/ رجب ۱۴۱۶ھ کو ترجمہ کی تسوید سے فراغت ہوئی۔ و الحمدللہ اولا و آخراً

محمد یوسف عفی عنہ لدھیانوی

۲۰/ ۷/ ۱۴۱۶ھ

قَصِیْدَہْ ہَمْزِیَّہْ

از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

(جو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور قصیدہ کے تتبع میں لکھا گیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على مولانا محمد سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا، اور صلوۃ وسلام ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جو سردار ہیں تمام رسولوں کے، اور آپ کی آل واصحاب سب پر۔

اما بعد! فقیر ولی اللہ عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ ان ایام میں ایک قصیدہَ ہمزیہ آنحضرت سرور انبیا علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کی مدح میں نظم کیا گیا، چونکہ اس کے بعض الفاظ کتب لغت کی مراجعت کے محتاج تھے، اس لئے جن حضرات نے اشعار عرب کی مشق نہیں کی ان کے ذہن میں اس قصیدہ کے معنی بغیر ترجمہ کے منقح نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ان اشعار کا ترجمہ اور اس کے لغوی معنی املا کرائے گئے، اور اللہ تعالیٰ ہی ہر مشکل کو آسان کرنے والے ہیں، اور ہم نے اس کی چھ فصلیں بنا دیں۔

فصل اول

تشبیب کے ایک نئے انداز میں
جو شعرا کے یہاں رائج نہیں ہے۔

فائدہ: شعرا کی عادت ہے کہ قصائد کے شروع میں تشبیب کے طور پر کبھی محبوبہ کے خط وخال اور حسن وجمال کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، کبھی بوئے گل اور نالہ بلبل کا، کبھی شباب وشراب کا، اور تشبیہات استعمال کرتے ہوئے کسی کے حسن وجمال کو بدر کامل یا آفتاب سے تشبیہ دیا کرتے ہیں، بلندی میں آسمان کے ساتھ اور فیض رسانی میں بارش کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے ہیں، کسی کی سخاوت کو ذکر کرنا ہو تو حاتم طائی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عام شاعروں کی روش سے ہٹ کر تشبیب کا ایک نیا انداز اختیار فرمایا ہے۔ جس کی تفصیل اگلے اشعار میں آتی ہے۔

إذا أخبرت يومًا عن ضياء
فلا تلهج ببدر أو ذكاء

فلا تلهج: حرص اور شوق نہ کرو۔ ذکأ (بالضم): آفتاب۔ یہ لفظ غیر منصرف ہے اور اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا۔

ترجمہ: ...... ”جب تو کسی دن کسی چیز کی روشنی کی خبر دینا چاہے تو چودھویں کے چاند یا سورج کے ذکر کرنے کا حریص نہ ہو، یعنی روشنی میں چاند اور سورج کے ساتھ تشبیہ نہ دیا کرو“۔

وإن تمدح بجُود أو سُمـــوٍّ

فـلا تنظر لجَود أو سـمـاء

سُمُوّ: بلندی۔ جَود: (فتحہ کے ساتھ) بارش۔ جُود (ضمہ کے ساتھ) کرم اور سخاوت۔

ترجمہ: ...... "اور اگر تو سخاوت یا بلندی کے ساتھ کسی کی تعریف کرنا چاہے تو بارش کی طرف یا آسمان کی طرف نظر نہ کر۔ یعنی سخی کو بارش کے ساتھ اور بلند مرتبہ والے کو آسمان کے ساتھ تشبیہ نہ دے"۔

ولا تذكـر أخـا طيّ ومـعنًا

إذا كلّمتَ في مـعنى السـخـاء

اخو القوم: قوم کا ایک فرد، اخوطیّ: قبیلہ بنوطَیْ کا ایک فرد، یہاں حاتم طائی مراد ہے۔

ترجمہ: ...... "اور جب تم وصف سخاوت میں گفتگو کرو تو حاتم طائی اور معن بن یزید کا تذکرہ نہ کرو"۔

فائدہ: حاتم طائی تو قبیلہ طَیْ کا مشہور سخی ہوا ہے، جو سخاوت میں ضرب المثل ہے، حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کے صاحبزادے تھے۔ اور معن بن یزید بھی عرب کا مشہور سخی ہوا ہے جو سخاوت میں ضرب المثل تھا۔

فائدہ ۲: مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرب کے ایک شخص نے کلّمتَ کے لفظ میں مناقشہ کیا کہ اس کے بجائے تکلّمت ہونا چاہئے، مگر یہ مناقشہ بے اصل ہے، کیونکہ قرآن مجید میں یہ استعمال موجود ہے۔ "ویکلم

الناس في المهد و کهلا ." اور احادیث میں بھی یہ استعمال بہ کثرت پایا جاتا ہے اور محاورات عرب میں بھی "کلّمتُ فلاناً"، "وتکلمت مع فلانٍ" استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ ۳: مصنف" فرماتے ہیں کہ معن اور معنی میں تجنیس غیر تام ہے۔

ولا تنسب أخـــا بأس لليث
ولا ذا الرفق للريح الرُّخـــاء

نسبه لابيه والى ابيه: کسی کو اس کے باپ سے ملحق کر دینا۔ باب نصر سے استعمال ہوتا ہے۔ رُخاً: (بالضم) ہوائے نرم۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿رخاء حيث اصاب﴾ (ص: ٣٦)

ترجمہ: ...... "اور سخت جنگ جو اور بہادر آدمی کو شیر کے ساتھ اور نرم خو آدمی کو نرم ہوا کے ساتھ تشبیہ نہ دیا کرو"۔

وإن بيّنتَ فی المنظوم وجـــدا
فحـــاشـــا أن تُشـــبّبَ بالنســـاء

حاشا: استثنا کا لفظ ہے' جاءنی القوم حاشا زیداً کے معنی ہیں کہ زید نہیں آیا' باقی سب آئے۔اور "حاشاك" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کام سے برکنار اور علیحدہ رکھیں' کیونکہ "حاشا" دراصل حاشیہ سے ہے۔اور "حاشاه ان یفعل" کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کام سے دور رکھیں۔جیسا کہ قصیدہ بردہ میں ہے: "حاشاه ان یحرم الراجی مکارمه". تشبیب: کے معنی ہیں اشعار میں عورتوں کے حسن وجمال کا

ذکر کر کے ان میں رقت ولطافت کا مضمون باندھنا۔

ترجمہ : ...... "اور اگر تو اشعار میں عشق و مستی کا اظہار کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے پناہ میں رکھے کہ تو عورتوں کے حسن و جمال کا تذکرہ کرے"۔

فتلك شرائع للشعر قدمًا
وقد نُسخت بختم الأنبياء

قدمًا: ظرف ہے، یعنی زمانہ قدیم میں۔ اور فا تعلیل کے لئے ہے۔

ترجمہ : ...... (یعنی ہم نے کسی کے حسن و جمال کو چاند اور سورج سے تشبیہ دینے کی، سخاوت کو بارش کے ساتھ اور بلندی کو آسمان کے ساتھ، سخی کو حاتم طائی یا معن بن یزید کے ساتھ، بہادر کو شیر کے ساتھ، نرم خو کو ہوائے خوش خرام کے ساتھ تشبیہ دینے کی اور اشعار میں عورتوں کے حسن و جمال کے ساتھ تشبیب کرنے کی جو ممانعت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ) "فن شعر میں ان تشبیہات کا دستور قدیم زمانے میں رہا ہے (گویا یہ شاعروں کی پہلے زمانے کی شریعت ہے) اور پہلے زمانے کی شریعتیں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری سے منسوخ ہو چکی ہیں"۔ (اور منسوخ شدہ شریعت پر عمل کرنا جائز نہیں ہوا کرتا، لہٰذا شعرا کے اس دستور قدیم اور فن شعر گوئی کی اس پہلی شریعت کو ترک کر دو، اب اس پر عمل کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا)۔

مدعا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بنو آدم کی مدح میں ان تشبیہات کو ذکر کرنا ظلم عظیم ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ حسن و جمال، شجاعت و سخاوت اور نرم خوئی و خوش اخلاقی جیسے تمام اوصاف

مدح میں دنیا کے تمام انسانوں سے ہر وصف میں کامل ترین ہیں۔ پس مدح کا حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تشبیہ دی جائے نہ کہ کسی دوسرے کے ساتھ۔

یہ لطیفہ شعری ہے جس کو "ادعاء تعلیل" کہتے ہیں۔ چونکہ لغوی معنی کے لحاظ سے شریعت راستہ کو کہتے ہیں' اس لئے شاعر نے قدیم شعرا کے اسلوبوں اور طریقوں کو ادعاءً سابقہ شرائع سے تعبیر کیا' اور چونکہ قدیم شریعتیں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے منسوخ ہو چکی ہیں' اس لئے اس لطیفہ شعری پر اعتماد کرتے ہوئے قدیم شعرا کے طرز کی ممانعت کے لئے یہ علت ذکر کی کہ اب یہ قدیم شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں' اسی مضمون کو آئندہ کے چند اشعار میں پھیلایا ہے۔

فهلا قلتَ إذ حاولت مدحًا
ببأس أو سخاءٍ أو سناء
أرى طيفًا يُذكّرني عهودًا
بطيبة حيث مُجتمع الرجاء

سنا : (الف مقصورہ کے ساتھ) بجلی کی روشنی۔ سناءٌ: (مد کے ساتھ) بلندی مرتبہ۔

ترجمہ : ...... "جب تم نے بہادری' سخاوت اور بلندی کے ساتھ کسی کی مدح کرنے کا ارادہ کیا تو تم نے یوں کیوں نہ کہا کہ میں چشم تصور سے ایک حسین خیال کا مشاہدہ کر رہا ہوں' جو مجھے ان حالات کی یاد دلا رہا ہے جو مدینہ منورہ میں گزرے' یہ وہ مقدس جگہ ہے کہ انواع واقسام کی امیدوں کے اجتماع کا مرکز ہے"۔

حاصل یہ کہ شجاعت و سخاوت اور بلندی مرتبت کے اعتبار سے کسی آدمی کی کامل درجہ کی مدح یہ ہے کہ یوں کہا جائے یہ واقعات جو ان صاحب کے اخلاق سے رونما ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر معمولی سی جھلک اور ہلکا سا خیال ان حالات کا ضرور ذہن میں گھوم جاتا ہے جو مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے صادر ہوتے تھے' اور اس شخص کے یہ واقعات ان حالات شریفہ اور کمالات عالیہ کی یاد دلاتے ہیں جن کا مدینہ طیبہ میں شب و روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تھے۔ کسی کے حالات کو دیکھ کر اس طرح کہنا اس شخص کی ایسی مدح ہے کہ اس سے زیادہ کسی کی مدح کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ کسی شخص کا آنحضرت ﷺ کے اخلاق شریفہ کی حد تک پہنچ جانا تو قطعاً ناممکن ہے' پس کسی کی انتہائی مدح یہی ہو سکتی ہے کہ اس کے اخلاق' آنحضرت ﷺ کے اخلاق کریمہ کا ہلکا سا نمونہ ہوں' اور جو کچھ وہاں گزرا اس کا معمولی سا خیال اور ذرا سی جھلک کسی میں نظر آ جائے۔

فائدہ: سبحان اللہ! حضرت مصنف ؒ کو حق تعالیٰ شانہ نے کیسا پاکیزہ علم الہام فرمایا ہے' اور آنحضرت ﷺ کی مدح شریف کا کتنا بلند پایہ اسلوب القا فرمایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو لوگ شجاعت میں رستم کا' سخاوت میں حاتم طائی اور معن بن یزید کا' بلندی میں آسمان کا' روشنی میں شمس و قمر کا اور حسن و جمال میں حسینان جہاں کا اور نزاکت میں لالہ و گل کا ذکر کیا کرتے ہیں یہ بے چارے جانتے ہی نہیں کہ ان اوصاف کمال کا منبع کہاں ہے؟ بقول ذوق:

گل کو ناز ہے اپنی نزاکت پہ چمن میں اے ذوق!
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "زنان مصر نے زلیخا کا یوسف دیکھا تھا اور بے خودی میں ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ اگر میرے یوسف کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے گردنیں کاٹ لیتیں"۔

لہٰذا کسی شخص کی انتہائی مدح یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس شخص سے بوئے اخلاق محمدی ﷺ آتی ہے اور اس کے اخلاق واوصاف سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق واوصاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کو دیکھ کر چشم تصور میں ہلکی سی جھلک محبوب ﷺ کے واقعات کی گزر جاتی ہے۔

أشیم به ومیضًا من ومیض
تألّق فی البقیع وفی قباء

اَشیم: میں دیکھ رہا ہوں۔ بہ: یہ ضمیر اس طیف کی طرف لوٹتی ہے جو گزشتہ بالا شعر میں مذکور ہے۔ وبیص: چمک۔ ومیض: ہلکی سی بجلی چمکنا۔ تألُّق: روشن ہونا، بقیع: مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان۔ قبأ: مدینہ منورہ کے قریب عوالی کی مشہور بستی، جہاں ہجرت کے موقع پر آنحضرت ﷺ سب سے پہلے رونق افروز ہوئے اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔ اس بستی کو آنحضرت ﷺ کی سب سے اول میزبانی کا شرف حاصل ہے، نیز یہ اپنی مسجد کی بناء پر شہرۂ آفاق ہے جس کے بارے میں آیت شریفہ ﴿لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم﴾ (التوبہ: ۱۰۸) نازل ہوئی۔

یہ شعر اور اس کے بعد کے تین اشعار اس خیال کی شرح وتفصیل ہیں جو اوپر کے شعر میں مذکور ہے۔

حاصل اس شعر کا یہ ہے جس طرح بجلی چمکتی ہے اور فوراً ہی جاتی رہتی ہے اسی طرح لوگوں کی شجاعت وسخاوت اور بلندی مرتبت کے

واقعات کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ کے آثار فاضلہ' اخلاق شریفہ اور انفاس طیبہ کے جو واقعات ان مقامات میں رونما ہوئے' وہ بجلی کی طرح میری آنکھوں کے سامنے آتے ہیں اور فوراً چھپ جاتے ہیں' گویا ان واقعات کو بجلی کے کوندنے سے ایک طرح کی مشابہت ہے' مگر مشابہت ناقصہ۔

أُحِسّ بہ نسیمًا من فتوح
تنسّم من کُدیٍّ أو کَداء

نسیم: صبح کی ہوائے خوشگوار۔ تنسمت الریح: ہوائے نسیم کا آنا۔

کدأ: فتحہ اور مد کے ساتھ۔ مکہ مکرمہ کی شرقی جانب کی گھاٹی جس کو ثنیہ عُلیا کہا جاتا ہے۔ اور جو مکہ مکرمہ کے قبرستان' جنت المَعْلٰی کے قریب ہے۔

کُدیٰ: کاف کے ضمہ اور الف مقصورہ کے ساتھ' باب عمرہ کی جانب کی گھاٹی' جس کو ثنیہ سفلی کہا جاتا ہے اور کُدَیّ: کاف کے ضمہ اور یا کی تشدید کے ساتھ' مکہ مکرمہ کی غربی جانب ایک جگہ کا نام ہے' فتح مکہ کے قصہ میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کَدأ کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے: "تثیر النقع مطلعها کَدأ"۔ یعنی مجاہدین اسلام کے گھوڑے غبار اڑاتے ہوئے کَدأ کی جانب سے رونما ہوں گے۔

ترجمہ: ...... "یعنی میں اس خیال کی وجہ سے فتوحات کی اس باد صبح گاہی کو محسوس کر رہا ہوں جو کُدَیّ یا کَدأ کی جانب سے آرہی تھی"۔

فائدہ: فتح مکہ فتوحات عرب کی آخری کڑی تھی اور فتوحات عجم کی تمہید تھی' اس لئے فتح مکہ کو فتوحات سے تعبیر فرمایا۔

تُذکِّرنی أحادیث التصافی
مقاماتٍ بثور أو حراء

اصفیتہ: کے معنی ہیں کہ تو نے اس کے ساتھ خلوص کا معاملہ کیا'
اور تصافینا: کے معنی ہیں کہ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ خلوص برتا۔
یہاں مراد ہے بندہ کا طاعت خداوندی میں اپنے رب کے ساتھ اخلاص بجا لانا' اور بندے کو بہترین جزا عطا فرمانے میں اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ اخلاص کا معاملہ کرنا۔ مقامات: سے مراد واقعات۔ جبل ثور: وہ پہاڑ جس میں آنحضرت ﷺ اپنے یار غار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت کے موقع پر تین شب قیام فرما رہے۔ جبل حرأ: مکہ مکرمہ کا وہ پہاڑ جو آنحضرت ﷺ کی خلوت گاہ بنا' اور جس کے غار میں آنحضرت ﷺ نبوت سے قبل اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔

ترجمہ: ...... "مجھے صوفیا کے اخلاص و محبت کے قصے ان واقعات کی یاد دلاتے ہیں جو جبل ثور اور جبل حرا میں گذرے"۔

یعنی حضرات صوفیا کی خلوت نشینی اور تنہائی میں چلہ کشی کے یہ تمام قصے ذرا سی جھلک ہیں آنحضرت ﷺ کے ان واقعات کی جو ان دو مقامات میں وقوع پذیر ہوئے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صوفیا کی خلوت و چلہ کشی آنحضرت ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔

تُشوِّقنی لأحوالٍ تقضَّت
بسلع أو نواحی بیرحاء

تقضی: کسی چیز کا پورا ہو جانا، ختم ہو جانا۔ سَلْع: مدینہ منورہ کے قریب کا وہ پہاڑ جس کے پاس غزوۂ خندق ہوا تھا۔ بیرحا: یہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ میں ایک کنواں تھا، آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لیجاتے اور اس کنوئیں کا پاکیزہ و لذیذ پانی نوش فرماتے۔ جب آیت شریفہ: ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون.﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے مشورے سے اپنے اقارب اور بنو عم پر اس کا صدقہ کر دیا۔

ترجمہ: ...... "اور صوفیا کے اخلاص و محبت کے قصے مجھے ان احوال کا مشتاق بناتے ہیں جو جبل سلع پر اور بیر حاء کے نواحی میں گذرے"۔

جاننا چاہئے ان اشعار میں جو ذکر کیا گیا ہے یعنی شعرا کے مشہور اسالیب سے منع کرنا اور تشبیہ کا ایک نیا اسلوب اختراع کرنا کہ اگر کسی صاحب کمال کو تشبیہ دینی ہو تو کمالات و خصال اور اخلاق فاضلہ میں اسے آنحضرت ﷺ کی ذات عالی سے تشبیہ دی جائے، اور وہ بھی اس طرح جو کمال ادب کے ساتھ مقرون ہو، کہ ہم یوں کہیں، جو کمالات صاحب کمال لوگوں میں پائے جاتے ہیں وہ ان کمالات کا معمولی سا خیال اور بجلی کے کوندنے کی ایک معمولی سی چمک ہے بہ نسبت ان کمالات کے جو آنحضرت ﷺ کی ذات مقدسہ میں موجود تھے۔

یہ ایک ایسی تشبیہ ہے جس کی طرف اس بندۂ ضعیف (حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کو رہنمائی ہوئی ہے۔ والحمد للہ۔

اس تشبیب کے بعد یہاں سے عشق نبوی ﷺ کے بیان کی طرف انتقال (تخلص) کیا گیا، اور وہ بھی بطرز جدید واقع ہوا ہے۔ (جس کا بیان اگلی فصل میں آتا ہے)

فصل دوم

عشق نبوی ﷺ کے بیان میں

فائدہ : کمالِ محبت کو "عشق" سے تعبیر کیا جاتا ہے ' پس آنحضرت ﷺ کے عشق کے بیان سے مراد کمالِ محبت کی کیفیت کا اظہار ہے ۔

تصوّرت الدیارَ فهام قلبی
وهیّجَ ذکرُها منی بکائی

هام : هیمان سے ہے جس کے معنی ہیں کسی کے عشق میں سرگشتہ و سرگردان ہو جانا۔

ترجمہ : ...... "میں نے دیار حبیب ﷺ کا تصور کیا' جب طیبہ (مدینہ منورہ) بقیع' قبا اور دوسرے مقامات متبرکہ کا ذکر آیا تب میرا دل سرگشتہ ہو گیا' اور ان دیار کے تذکرہ نے مجھ سے آہ وزاری کا اظہار کرایا" ۔

روتْ عندی شمائلَ عن حبیب
فأبکتنی وزادت من عنائی

نکتہ : شمائل ترمذی حدیث کی مشہور کتاب ہے ' اور شعر میں روایت شمائل اور عن کا ذکر کرنے میں ایہام اطباق ہے ۔

ترجمہ : ...... "ان دیار حبیب نے محبوب ﷺ کے شمائل (اور آپ ﷺ) کی خوبیوں کو روایت کیا' پس مجھے رلایا اور میری کلفت ومشقت میں اضافہ کر دیا" ۔

أيا قلبي بأحزاني تقطّع
فلا سُلوان لي بعد النوّاء

سُلوان: بروزن سلطان - وہ دوائی جو غمگین آدمی کی تسکین وتسلی کے لئے دی جاتی ہے - نِوا: فراق کا ہم وزن وہم معنی ہے، یعنی جدائی، علیحدگی -

ترجمہ: ...... "اے میرے دل! میرے غموں کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جا، کیونکہ فراق محبوب کے بعد کوئی تسلی کا سامان نہیں رہا" -

ویا صدری بآلامی تشقّق
فلا أرضی لنفسی بالبقاء

ترجمہ: ...... "اور اے میرے سینے! میرے دردوں کی وجہ سے پھٹ جا، کیونکہ اب میں اپنے نفس کے باقی رہنے پر راضی نہیں ہوں -

فائدہ: یعنی فراق محبوب (ﷺ) کے بعد اب زندگی بے کیف، بدمزہ اور موت سے بدتر ہو چکی ہے اور میں ایسی زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں -

فهل من مشترٍ رُوحی برَوحی
یُروّحنی بوعد من لقاء

رُوح: ضمہ کے ساتھ، جان - رَوح: بالفتح: راحت وآسائش -

ترجمہ: ...... "کیا ہے کوئی خریدار؟ جو آسائش وراحت کے بدلے میری جان کو خرید کر لے جائے اور لقائے محبوب کا وعدہ دے کر مجھے راحت وآسائش پہنچائے، یعنی محبوب (ﷺ) سے ملاقات کی خوشخبری

دے کر مجھے راحت بخشے اور میری جان کو اپنا غلام بنالے۔ رُوح اور رَوح میں تجنیس ہے۔

یُبشّرنی بنُعم بعد بُؤس
وإسعاد لها بعد الشقاء

نُعم: نزاکت و راحت۔ یہ بُؤس کی ضد ہے اور یہ دونوں لفظ بضم اول و سکون ثانی ہیں اور یہ جملہ اوپر کے جملہ سے بدل ہے۔

ترجمہ: ...... "محنت و مشقت کے بعد مجھے آسودگی کی بشارت دے اور میری جان کی بدبختی کے بعد اس کی نیک بختی کی مجھے خوش خبری دے"۔

وقالوا اخرج تنزّہ فی مروج
لتسلو من تباریح البلاء

تَنَزُّہ: صحرا میں سیر کے لئے جانا۔ مُروج: مَرْج کی جمع ہے، یعنی سبزہ زار۔ بَرحا اور تبریح: مشقت

ترجمہ: ...... "ناصحین نے کہا کہ گھر سے نکل کر سبزہ زاروں کی سیر کو جایا کر، تاکہ بلائے عشق کی مشقتوں سے تسلی پائے"۔

فائدہ: لوگ جب جنونِ عشق کی بے قراری میں کسی کو مبتلا دیکھا کرتے ہیں تو طرح طرح کے ناصحانہ مشورے دیا کرتے ہیں، یہاں بھی گرفتار بلائے عشق کو مشورہ دیا جارہا ہے کہ وہ تفریح گاہوں میں جاکر دل بہلایا کرے۔

وما عذر المشوق إذا تلهّی
خلیّ القلب فی شرع الوفاء

مشوق : عاشق ' وہ شخص جس کو شوق نے مشتاق اور آرزو مند کر دیا ہو۔ تلھی : کھیل کود میں مشغول ہونا۔ خلیّ : بے غم ' اور یہ ضد ہے شجی کی یعنی غمناک۔

یہ شعر ناصحین کی مندرجہ بالا نصیحت کا جواب ہے۔

ترجمہ : ...... "شرع وفا میں عاشق کے پاس کیا عذر ہو گا؟ جب کہ وہ غم سے فارغ ہو کر کھیل کود میں لگ جائے؟ مطلب یہ کہ شرع وفا میں یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کا کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا"۔

فائدہ : یہ ناصحین نہیں جانتے کہ عشق و وفا کے بھی کچھ اصول وضوابط ہیں ' اور اس مذہب کی بھی ایک شریعت ہے ' اور شریعت وفا میں عاشق کے لئے سکون و قرار گناہ کبیرہ ہے۔ شاعران ناصحین کو جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر میں تمہارے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سیر و تفریح ' کھیل کود ' اور بے فکری کے گناہ میں مبتلا ہو جاؤں تو اپنے اس جرم کا کیا عذر پیش کروں گا؟

بجُبِّ الحُبِّ قد أمسى رهينًا
فما بالُ الحدائق والفضاء

جُبّ : کنواں۔ حدیقہ : باغ۔ فضا : میدان کشادہ۔

اس شعر میں دوسرا جواب ہے۔

ترجمہ : ...... "یعنی عاشق درماندہ تو عشق کے کنویں میں محبوس ہے اس کے لئے حسین باغ اور کشادہ میدان کس کام کے؟ اس کو باغ اور میدان سے کیا تعلق؟ کیا واسطہ؟"۔

جُبّ اور حُبّ میں تجنیس خطی ہے۔

ومن قاسى أذى من ماء عين

فهل يُغنيه شيئًا عين ماءِ

مقاساۃ: امر شدید کا جھیلنا۔

ترجمہ : ...... ''جو شخص کہ آب چشم (آنسو بہانے) کی مصیبتیں جھیل رہا ہو کیا اس کو چشمہ آب کام دے سکتا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی آنکھوں سے پانی کے چشمے جاری ہوں اس کو چشموں کا دیکھنا کیا فائدہ دیگا؟''

ماء عین اور عین ماء میں صنعت قلب ہے۔

وقالوا انظم قصيدًا فی مديح

يُخفّف بعضَ ما بك من عناء

قصید اور قصیدہ: اشعار کا ایک حصہ جیسے سفین اور سفینہ کے ایک ہی معنی ہیں۔

ترجمہ : ...... ''پھر ناصحین نے مشورہ دیا کہ کسی کی مدح میں کوئی قصیدہ نظم کرو، تاکہ جس رنج و تکلیف کو تم اپنے اندر دباتے ہو اس کا کچھ حصہ ہلکا ہو جائے، یعنی اپنے دل کو فکر شعر میں مشغول کر دو تاکہ کچھ رنج و غم ہلکا ہو جائے''۔

فائدہ: غم ہلکا کرنے کی ایک تدبیر یہ ہوا کرتی ہے کہ آدمی کسی ایسے کام میں مشغول ہو جائے جو تمام تر ذہنی توجہ کو اپنی طرف پھیر لے، اس شغل میں مشغول ہونے کی وجہ سے نفس غم کی طرف متوجہ نہیں ہو گا، کیونکہ نفس ایک وقت میں دو طرف متوجہ نہیں ہو سکتا، اس لئے ناصحین عاشق کو مشورہ دیتے ہیں کہ مشق سخن کرو اور کسی کی مدح میں قصیدہ لکھ ڈالو۔ یہ

ایک ایسا کام ہے جو کامل یکسوئی اور توجہ کو چاہتا ہے' اس کام میں مشغول ہو گے تو غم کو بھول جاؤ گے اور رفتہ رفتہ سودائے عشق دماغ سے نکل جائے گا۔

وأنّى للمُعنّى من قصيد

يُوشّحه بمدح أو هجاء

تَعْنیهٔ: رنج دینا۔ مُعنّی: مبتلائے رنج و غم۔ توشیح: مزین کرنا' آراستہ کرنا۔ وِشاح: چمڑے کے اس مزین قلادہ کو کہتے ہیں جس کو زینت کیلئے پہنا جاتا ہے' اور بسا اوقات اس میں جواہرات جڑے جاتے ہیں۔

ترجمہ: ...... "(شاعر ناصحین کی مندرجہ بالا نصیحت کے جواب میں کہتا ہے کہ) مبتلائے رنج و غم کو ایسا قصیدہ کہاں سے میسر ہو اور اس کو اس کی کہاں فرصت کہ اس کو مدح یا ہجو کے مضامین کے ساتھ مزین و مرصع کرے؟ جاننا چاہئے کہ یہاں سے آنحضرت ﷺ کی مدح کی طرف تخلص ہے"۔

وإن لا بدّ تمدح ذا معالٍ

فحسبك مدح خير الأصفياء

علأ: فتح ومد کے ساتھ' اسی طرح معلاۃ: قدر و مرتبہ میں بلندی۔ معالی اس کی جمع ہے۔

ترجمہ: ...... "اور اگر تجھ کو ناچار کسی عالی مرتبت شخصیت کی مدح کرنا ہی پڑے تو تجھے بہترین اصفیا یعنی آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کی مدح کافی ہے"۔

وإن تمدح رســـــول الله يومًا
فــحـــاذر أن تُقــصـرّ فی الثناء

ترجمہ : ...... ”اور اگر کسی دن تجھے یہ سعادت نصیب ہو کہ تو آنحضرت ﷺ کی مدح کرے تو خبردار! اس بات سے احتیاط کرنا کہ تو آنحضرت ﷺ کی مدح وثنا میں کوئی تقصیر اور کوتاہی کرے“۔

فائدہ : یعنی ہرکس وناکس کا کیا نصیب کہ اسے سرور کائنات ﷺ کے مداحوں اور ثناخوانوں کی صف میں جگہ مل جائے؟ اور اگر کبھی نصیبہ یاوری کرے اور مداحِ محمد عربی ﷺ کی سعادت میسر آجائے تو خبردار! مدح کا چھوٹا پیمانہ استعمال نہ کرنا اور تقصیر فی المدح کا ارتکاب نہ کرنا۔

جاننا چاہئے مدحیہ قصائد میں دو چیزیں عیب شمار کی جاتی ہیں۔ایک غلو اور بے جا مبالغہ۔ دوسری تقصیر اور کوتاہی' مدح کا حق یہ ہے کہ شاعر کے الفاظ کا پیمانہ ممدوح کے مرتبہ کے مطابق ہو' اگر بھنگی کو بادشاہ کے القاب سے خطاب کیا جائے تو غلو اور بے جا مبالغہ کہلائے گا' اور اہل عقل کے نزدیک یہ مدح نہیں بلکہ استہزا شمار ہوگا' اور اگر بادشاہ کا تعارف کراتے ہوئے یہ کہا جائے کہ یہ ہمارے علاقے کا کمشنر ہے یا کمشنر کو کہا جائے کہ یہ ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں تو یہ تقصیر فی المدح شمار ہوگی' اور یہ تعریف نہیں بلکہ مذمت ہے۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ”بادشاہ کی کوئی یہ تعریف کرے کہ حضور! جلا ہے نہیں ہیں تو یہ تعریف نہیں' بلکہ تنقیص ہے“۔ اگلی فصل میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں تقصیر فی المدح کی ایک صورت بیان فرماتے ہیں۔

فصل سوم

آنحضرت ﷺ کی مدح میں ایک تازہ نکتہ کے بیان میں

وحاشا أن تقول له المعالی
به كلّ المعالی والعلاء

ترجمہ : ...... "اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دے اس بات سے کہ تو آنحضرت ﷺ کی مدح کرتے ہوئے یوں کہے کہ آنحضرت ﷺ کے لئے بلند مراتب ہیں۔ (ایسا کہنے سے پناہ اس لئے مانگنی چاہئے) کہ یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں تقصیر فی المدح ہے۔ بلکہ مدح نبوی ﷺ کا حق یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ بلند مراتب کی تمام انواع تفصیلاً آنحضرت ﷺ کی ذات عالی سے ہی متقوم ہوتی ہیں اور تمام مراتب عالیہ اجمالاً بھی آنحضرت ﷺ سے ہی وجود پذیر ہوتے ہیں۔ (اگلے شعر میں اس دعویٰ کی دلیل ہے)

كريمٌ إن تجمعت المعالی
تری فی جنبه مثل الهباء

(اب شاعر مذکورہ بالا مضمون کو دلیل کے ساتھ ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ)

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ کی ذات عالی وہ کریم ہستی ہے اگر تمام مراتب عالیہ جمع ہو جائیں تو یہ تمام خوبیاں آنحضرت ﷺ کے سامنے گرد راہ نظر آئیں گی"۔

معــالی الناس إن أمــعنت فکراً

برازخ فی انتـقــاص واعــتــداء

ترجمہ : ...... "اگر تم غور وفکر میں دور دور تک جاؤ توتمہیں نظر آئے گا کہ لوگوں کے اخلاق فاضلہ درحقیقت کمی اور بیشی اور افراط وتفریط کے درمیان برزخ ہیں"۔

مطلب یہ کہ ہر عمدہ خلق افراط وتفریط کے درمیان درمیان رہنے کا نام ہے۔ مثلاً بزدلی اور بے جا وبے موقع دلیری کے درمیان درمیان رہنے کا نام "شجاعت" ہے کہ نہ تو آدمی بزدل ہو اور نہ بلاوجہ اور بے موقع دلیری کا مظاہرہ کرے۔ اسی طرح کم عقلی وحماقت اور مکاری کے درمیان درمیان کی کیفیت کا نام "حکمت" ہے۔

فائدہ: خلاصہ یہ کہ لوگوں کے اخلاق فاضلہ اسی وقت اخلاق فاضلہ کہلانے کے مستحق ہیں جب کہ وہ افراط وتفریط کے درمیان رہتے ہوئے نقطہ اعتدال پر ہوں، پس لامحالہ اخلاق فاضلہ کی تشخیص وتعیین کے لئے ضروری ہوا کہ پہلے نقطہ اعتدال معلوم کر لیا جائے کہ وہ کیا ہے؟ جو اس مرکز اعتدال کے جتنا قریب ہوگا اسی قدر اخلاق فاضلہ کے ساتھ موصوف ہوگا۔ اور یہ مرکز اعتدال آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ جیسا کہ اگلے شعر میں آتا ہے۔

هو الفــــرد الذی یُنمی إلیــــه

لیُغــــرف حــــال دانیــــهم وناءٍ

یُنمیٰ الیه: آپ ﷺ سے نسبت کی جاتی ہے۔ دانی: دنوٌ سے اسم فاعل ہے۔ یعنی قریب۔ نائی: نأیَ ینأیٰ سے اسم فاعل ہے یعنی دور۔

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ ہی وہ فرد کامل و یکتا ہیں جن کی جانب تمام بنی آدم کی نسبت کی جاتی ہے تاکہ ان میں سے قریب کا اور ان میں بعید کا حال معلوم کیا جاسکے"۔

تشریح: یعنی جب اوپر معلوم ہو چکا کہ اخلاق فاضلہ 'افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کا نام ہے تو اخلاق فاضلہ کی شناخت سے پہلے اس ہستی کا پہچاننا ضروری ہوا جو کمال اعتدال میں فرد یکتا ہو' تاکہ اس فرد یکتا' کامل الاعتدال کو اخلاق فاضلہ کا معیار قرار دیا جائے' جو اخلاق اس ہستی میں پائے جاتے ہیں وہ اخلاق فاضلہ ہیں' پھر اس کے پیمانے سے تمام لوگوں کے اخلاق کی پیمائش کی جائے۔ کہ جو شخص اس معیار سے ہٹ کر افراط یا تفریط کی جانب جھکا ہوا ہے وہ اخلاق غیر فاضلہ (ناپسندیدہ اخلاق) کے ساتھ متصف ہے اور اسی معیار سے لوگوں کے اخلاق کا تفاوت بھی معلوم ہو سکے گا کہ جو شخص اس مرکز اعتدال کے جتنا قریب ہوگا وہ اس شخص سے بہتر ہوگا جو دور ہو۔ اور یہ فرد یکتا کامل الاعتدال بلکہ مرکز اعتدال آنحضرت ﷺ کی ذات معلّٰی صفات ہے۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کے بغیر اخلاق فاضلہ متحقق اور متشخص ہی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اخلاق فاضلہ کی ماہیت آنحضرت ﷺ کے بغیر وجود ہی میں نہیں آسکتی۔ بلکہ تمام اخلاق فاضلہ کا تقوم آنحضرت ﷺ کی ذات عالی سے ہے۔ آگے اسی مضمون کو مرکز دائرہ کی مثال سے سمجھاتے ہیں۔

كأطراف الدوائر حين يُعزى
لمركزها بقرب وانتواء

العزو: نسبت کرنا۔ انتو أ: بعد۔

ترجمہ : ...... "جیسے محیط الدائرہ کے خطوط کہ قرب وبعد میں ان کی نسبت مرکز الدائرہ سے کی جاتی ہے"۔

تشریح: کسی سطح پر گول خط کھینچ دیا جائے تو یہ دائرہ کہلاتا ہے' اور اس گول خط کو محیط الدائرہ کہتے ہیں' اور دائرہ کے عین وسط میں وہ نقطہ جس پر پرکار کو رکھ کر گھمایا جاتا ہے' اس کو مرکز الدائرہ کہتے ہیں' اور اس مرکز دائرہ سے دائرہ کے خطوط کا فاصلہ بتاتا ہے کہ محیط الدائرہ کا فلاں حصہ قریب ہے۔ اور فلاں دور ہے' معلوم ہوا کہ اطراف دائرہ کے قرب وبعد کا حال معلوم نہیں ہو سکتا جب تک ان کی نسبت مرکز دائرہ کی طرف نہ کی جائے' اسی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات عالی مرکز دائرہ انسانیت ہے' اور دیگر افراد بمنزلہ محیط الدائرہ کے ہیں' ان کے اخلاق کا اعتدال سے قریب یا دور ہونا معلوم نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کی نسبت آنحضرت ﷺ سے نہ کی جائے۔

به صارت معاليهم معالى
بلا ريب هناك ولا خفاء

ترجمہ : ...... "آنحضرت ﷺ ہی کے سبب اولاد آدم کے معالی' معالی قرار پائے' اس مضمون میں کوئی شک نہیں۔ نہ کسی بحث کی گنجائش ہے"۔

تشریح: یعنی اس بیان واضح سے ثابت ہوا کہ معالی (رتبوں کی بلندی) آنحضرت ﷺ کی ذات مطہر کے بغیر متقوم نہیں ہوتے۔ اور معالی کی حقیقت آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کے ساتھ متقوم ہے۔ لہٰذا آنحضرت

ﷺ کی مدح کامل یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ میں تمام اخلاق فاضلہ ' تمام مراتب اور تمام بلندیاں جمع ہیں جیسا کہ جمہور مدح کرنے والے بیان کرتے ہیں۔

فصل چہارم

مدح رسالت ﷺ میں ایک اور نکتہ ۔۔۔ کہ یہ بھی فکر تازہ ہے

وفی إرســـــالـه للـنـاس طُرّاً
إشــارات لأصـحــاب الـولاء

طُرّاً: یعنی تمام کے تمام۔

ترجمہ : ...... "حق تعالیٰ شانہ کا آنحضرت ﷺ کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجنا اس میں اہل محبت کے لئے بہت سے اشارے ہیں"۔

اہل محبت سے مراد وہ حضرات ہیں جو آنحضرت ﷺ سے علی وجہ الاتم (کامل طور پر) محبت رکھتے ہیں اور اس حالت کو صوفیاء کی زبان میں "فنا فی الرسول" کہتے ہیں۔

فـــلا صـــادٍ غليل القلب إلا
ويـصــــــدر من نداه بـارتـواء

صادی: تشنہ 'پیاسا۔غلیل: تشنگی کے سبب سینہ میں پیدا ہونے والی سوزش ۔ الندا: عطا۔ ارتوأ: سیراب ہونا۔

ترجمہ : ...... "پس نہیں ہے کوئی پیاسا کہ تشنگی کے سبب اس کے دل

میں سینہ کی سوزش ہو، مگر وہ آنحضرت ﷺ کی عطا سے سیراب ہو کر لوٹتا ہے"۔

تشریح: حاصل یہ کہ افراد بنی آدم میں سے ہر فرد ایک خاص استعداد پر پیدا ہوا ہے، اور ریاضت و مجاہدہ کے بعد اپنی اسی استعداد کے مطابق ایک معین مقام پر پہنچتا ہے۔ اپنی ریاضت کے دوران اس کا قبلہ ہمت وہی مقام ہے اور وہ بالطبع اسی مقام کا تشنہ ہے۔ جب ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ تمام افراد بنی آدم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ہیں تو لازم ہوا کہ آنحضرت ﷺ ہر شخص کو اس مقام تک پہنچانے والے ہیں جس کا وہ اپنی استعداد کی رو سے بالطبع پیاسا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ ہر پیاسا آپ ﷺ کی بارگاہ معلی سے سیراب ہو کر لوٹتا ہے۔

ففیہ رقیقۃ بإزاء کُلٍّ
وکلّ رقیقۃ سرٌّ اقتداء

ترجمہ: ...... "پس آنحضرت ﷺ کی ذات عالی میں ہر فرد امت کے مقابلہ میں ایک باریک نقطہ ہے۔ اور کوئی شخص جو آنحضرت ﷺ کی اقتدا کرتا ہے یہی ہر نکتہ اس کی اقتدا کا بھید ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے ظاہری و پوشیدہ لطائف اس درجہ جامعیت رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر اعتبار اور ہر جہت سے مقتدائے خلق ہو سکتے ہیں۔ اس شعر میں " رقیقۃ بازاء کلٍ " اور " و کل رقیقۃ " میں صنعت قلب واقع ہوئی ہے۔

تعالی اللہ لا تحسبہ فرداً
یفوق الناس طرّاً فی العلاء

ترجمہ : ...... ''اللہ اکبر۔ آنحضرت ﷺ کو افراد بنی آدم میں سے محض ایک فرد خیال نہ کر۔ جو بلندی مرتبہ میں تمام اولاد سے فائق ہیں۔ جیسا کہ اکثر مدح کرنے والے ذکر کیا کرتے ہیں''۔

ولكن الحقـــائق قـــد تداعت
ممثّلةً إمـــــام الأتقـــيـــــاء

تداعی: دعوت سے باب تفاعل ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ تداعت علیکم الامم ''یعنی امتیں تمہارے مقابلہ میں جمع ہوں گی' اور ایک دوسری کو بلائیں گی' اور حدیث میں ہے: "إذا اشتكى بعض الجسد تداعى له سائر الجسد بالحمى والسهر" یعنی دعا بعضه بعضا (جب بدن کے کسی حصہ میں تکلیف ہو تو پورا بدن بخار اور نیند اڑ جانے کے لئے ایک دوسرے کو بلاتا ہے)

ترجمہ : ...... ''آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ فرد واحد ہیں جو باقی افراد سے فائق ہیں۔ بلکہ یہ کہو کہ افراد بنی آدم کی حقیقتیں ایک دوسری کو بلا کر جمع ہوگئیں اور انہوں نے امام المتقین جناب نبوی ﷺ کی ذات مکرم کی شکل میں ایک مجموعی صورت اختیار کرلی۔ پس آنحضرت ﷺ فرد واحد نہیں' بلکہ گویا عالم انسانیت کا مجموعہ ہیں' اور یہ مضمون اس کے مشابہ ہے جو کسی حکیم نے اس شعر میں باندھا ہے:

ولیس علی اللہ بمستنکر   ان یجمع العالم فی الواحد

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پورے عالم کو فرد واحد میں جمع کر دیں۔

فصل پنجم

ایک تیسرے نکتہ میں کہ یہ بھی فکر تازہ ہے

وفی أمـر الشـفـاعـة حين يُدعی
لهـا من بعـد عـذر الأنبـيـاء

ترجمہ : ...... ''اور اہل محبت (اصحاب فنافی الرسول ﷺ) کے لئے قصہ شفاعت میں بھی بہت سے اشارے ہیں' جب کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے عذر کر دینے کے بعد آنخضرت ﷺ کی خدمت میں شفاعت کی درخواست پیش کی جائے گی''۔

یعنی یکے بعد دیگرے انبیاء کرام علیہم السلام مقام شفاعت پر کھڑا ہونے سے معذرت کر دیں گے اور ہر نبی اپنا اپنا عذر بیان کریگا۔اور نفسی نفسی پکارے گا (کہ مجھے اپنی جان کے لالے پڑے ہیں) اور کہے گا کہ تم فلاں نبی کے پاس جاؤ' یہاں تک لوگ آنخضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے' اور آنخضرت ﷺ بجائے معذرت کرنے کے اس درخواست کو قبول فرمائیں گے اور ''انالھا ، انالھا'' فرمائیں گے 'یعنی ''اس کام کیلئے میں ہوں۔اس کام کیلئے میں ہوں''۔

فيـرحـمـهـم بدعـوته جـمـيـعًا
ويُكـرمـــهـم بأصـنـاف العـطـاء

ترجمہ : ...... ''پس اللہ تعالیٰ آنخضرت ﷺ کی دعائے شریفہ کی

مستحق نہیں تھے۔

۳۔ جو لوگ صغیرہ گناہوں کے مرتکب تھے ان کے لئے آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی برکت سے اعمال صالحہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گے۔

۴۔ بعض اہل کبائر کے گناہ معاف کر کے آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے بغیر سزا کے ان کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۵۔ بعض اہل کبائر جو اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے ان کی سزا میں تخفیف کر دی جائے گی، کہ ان کے گناہ جتنی مدت تک دوزخ میں رہنے کا تقاضا کرتے تھے اتنی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی ان کو خلاصی مل جائے گی۔

۶۔ بعض اہل نار کی سزا میں یوں تخفیف کی جائے گی کہ آنحضرت ﷺ کی شفاعت کی برکت سے ان کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ ابو طالب کے بارے میں آیا ہے۔

الغرض آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے بحمد للہ کوئی بھی محروم نہیں رہے گا۔

كـأنبـوب لرحـمـتـه تعـالى
ومـا الأنبـوب إلا قـيس مـاء

انبوب: پانی کا پائپ۔ قیس: مقدار، پیمانہ۔

ترجمہ: ...... "آنحضرت ﷺ، شفاعت کے معاملہ میں رحمت خداوندی کے لئے بمنزلہ فوارہ کے ہیں اور فوارہ پانی کے اندازے کے مطابق ہی تو ہوتا ہے"۔

حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ محشر میں رحمت الٰہی، افراد بنی آدم کے

لئے نازل ہوگی اور اس رحمت خداوندی کا ظہور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے پیمانے سے ہو گا۔پس آنحضرت ﷺ کا شفاعت فرمانا گویا رحمت الٰہی کا فوارہ ہے اور فوارہ کا شرف اس پانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے جو اس فوارے سے ابلتا ہے۔واقعی ایسے پانی کے لئے ایسا ہی فوارہ چاہیے تھا۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ کی رحمت بے پایاں کا پانی اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت کا فوارہ ــــ سبحان اللہ.

فصل ششم

آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں معروضہ

علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات و التسلیمات

وآخـــر مـــا لمادحـــه إذا مـــا
أحس ّ العـــجـــزَ عن كنه الثناء

ترجمہ : ...... "اور آخری حالت' آنحضرت ﷺ کی مدح کرنے والے کے لئے' جس وقت کہ وہ ثنا کی حقیقت تک اپنی نارسائی کا احساس کرے' یہ ہے کہ (یوں کہے' جو اگلے شعر میں آتی ہے)

يُنادي ضـــارعًا لخـــضـــوع قلب
وذلّ وابتـــهـــال والتـــجـــاء

ضراعۃ: خواری وزاری۔ ابتہال: گڑگڑانا' اخلاص کے ساتھ دعا کرنا۔

ترجمہ : ...... "(وہ حالت یہ ہے کہ) دل شکستگی کے ساتھ خوار و زار ہو کر' اور اپنی بے قدری کا اظہار کرتے ہوئے اور مناجات میں اخلاص کا اہتمام کرتے ہوئے اور پناہ لیتے ہوئے بارگاہ رسالت (ﷺ) میں یہ عرض کرے کہ:

رســولَ الله یا خـیـرَ البـرایا
نوالك أبتـغی یوم القـضـاء

ترجمہ : ...... "(اس طرح عرض کرے کہ) اے خدا کے رسول! اے مخلوقات میں سب سے بہتر! یہ ناکارہ و نالائق امتی فیصلہ کے دن 'یعنی حشر و حساب کے دن' آپ ﷺ کی عطا کی بھیک مانگتا ہے"۔

إذا مـا حَلّ خطب مـدلهم
فـأنت الحِصن من كل البـلاء

حلول: کسی چیز کا واقع ہونا۔ خطب: عظیم کام' ہولناک حادثہ۔
ادلھمام: تاریک ہونا۔ لیلة مدلھمة: تاریک رات۔
ترجمہ : ...... "جس وقت کہ کوئی ہولناک حادثہ جو نہایت تاریکی میں ہو' پیش آئے تو آپ ﷺ ہی ہر بلا سے پناہ ہیں"۔

إليك توجـهی وبك اسـتنادی
وفـيك مطامـعی وبك ارتجـائی

ترجمہ : ...... "آپ ﷺ ہی کی طرف میرا متوجہ ہونا ہے' آپ ﷺ کے ساتھ ہی میرا پناہ لینا ہے اور آپ ﷺ ہی کی ذات عالی میں میری ہر طمع کا اور میری امیدوں کا مرکز ہے"۔

خاتمہ شرح قصیدۂ ہمزیہ

حضرت مصنف "فرماتے ہیں کہ قصیدۂ ہمزیہ کے ترجمہ میں بندہ پر جو کچھ مفتوح ہوا۔ وہ پیش کر دیا۔

بروز پنج شنبہ (جمعرات) ۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۱۵۵ھ

الحمدللہ اولا و آخرا

یہ ناکارہ بروز پنج شنبہ ۱۹/ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ کو سفر عمرہ کے دوران ہوائی جہاز میں عندالمیقات اردو ترجمہ کی تسوید سے فارغ ہوا۔ وللہ الحمد۔ سہ

محمد یوسف [illegible]

۱۹/ ۸/ ۱۴۱۶ھ

قَصِیْدَہْ نَعْتِیَّہْ

از حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

(جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں منبر رسولؐ پر پڑھا گیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عفت ذات الأصابع فالجواء
إلى عذراء منزلها خلاء

معنى عفت درست. وذات الأصابع والجواء موضعان بالشام. وعذراء قرية عند دمشق وإنما ذكر هذه المواضع لأنه كان كثيراً ما يردها على ملوك غسان يمدحهم وذلك قبل الإسلام. وخلاء ليس فيه أحد.

ترجمہ : ...... ''افسوس کہ ''ذات الاصابع'' اور ''الجوا'' سے لے کر ''عذرا'' تک کے (تمام آبادیوں کے) نشانات مٹ گئے ہیں' اور ان کی رہائش گاہیں خالی پڑی ہیں (یہ وہ جگہیں تھیں جہاں کبھی لالہ رخ' ماہ رُو معشوقوں کا جھمگٹ رہا کرتا تھا' لیکن افسوس کہ آج یہ تمام آبادیاں ویران نظر آتی ہیں)''۔

فائدہ: شعراء کی عادت تھی کہ وہ قصائد کے آغاز میں نازک خرام دل رباؤں کا تذکرہ کر کے سامعین کے دلوں کو نرمایا اور گرمایا کرتے تھے اس کو ''تشبیب'' کہا جاتا ہے۔ شاعر کے پہلے تین اشعار بطور تشبیب کے ہیں جن میں ان آبادیوں کی ویرانی کا ماتم کیا گیا ہے جن میں کبھی غارت گران

صبر و ایمان معشوق رہا کرتے تھے' چوتھے اور پانچویں شعر میں اپنی اس محبوبہ کا ذکر کیا جس کے سودائے عشق نے شاعر کو اپنا غلام بنا رکھا ہے اور اسے "ماسوا" سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ شاہد کے ساتھ شراب کا ذکر بھی ضروری تھا' کیونکہ شعراء کے مسلک میں:

ہر چند کہ ہو مشاہدۂ حق میں گفتگو
بنتی نہیں ہے بادۂ وساغر کہے بغیر

اس لئے چھٹے' ساتویں' آٹھویں اور نویں شعر میں شاعر نے "شراب ناب" کا ذکر کر کے اصل مدعا کی طرف تخلص کیا ہے' جس کی تقریر آگے آتی ہے۔

دیار من بنی الحسحاس قفر
تعفّیها الروامس والسماء
وكانت لا يزال بها أنيس
خلال مروجها نعم وشاء

الديار المنازل، وبنو الحسحاس قبائل معروفة، وتعفيها تغيرها. والروامس الرياح. والسماء المطر. وخلال معناه بين. والمروج مرج وهو الموضع المنبت للعشب، والنعم الإبل خاصة. والأنعام الإبل والبقر والغنم والشاء الغنم.

ترجمہ: ...... "بنو الحسحاس (جو مشہور قبیلہ تھا) کے علاقے چٹیل میدان پڑے ہیں کہ ہوائیں اور بارشیں ان کا حلیہ بگاڑ رہی ہیں"۔

ترجمہ: ...... "ان میں ہمیشہ انسان رہا کرتے تھے' اور ان کی چراگاہوں میں بہ کثرت اونٹ' بکریاں اور مویشی چرا کرتے تھے (آج ان آبادیوں کے نام ونشان تک مٹ چکے ہیں' یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر زار و قطار رونا چاہئے)"۔

فدع هذا ولكن من لِطَيف
يؤرقني إذا ذهب العشاء

الطيف ما يراه النائم في نومه . يؤرقني أي يسهرني إذا ذهب العشاء أي بعد العشاء أي في الوقت الذي ينام الناس فيه يعني أنه يسهر بفكرته في الطيف .

ترجمہ : ...... "چلئے! اس کو بھی جانے دیجئے! لیکن (محبوبہ کے) اس خیال کا کیا علاج کیا جائے جو عشاء کے بعد (جب کہ لوگ میٹھی نیند کے مزے لوٹتے ہیں) مجھے بے خواب رکھتا ہے اور میری نیند حرام کر دیتا ہے"۔

لشعثاء الذی قد تیمّته
فلیس لقلبه منها شفاء

قيل : شعثاء هذه هي بنت كاهل زوجته ومعنى تيمته ذللته .

ترجمہ : ...... "یہ شعسا کا خیال ہے، جس نے اس (شاعر) کو مسحور اور فریفتہ کر رکھا ہے، پس اس کے دل کو شفا نہیں، نہ سکون و قرار، (کیونکہ عشق، دل کا ایسا روگ ہے جس کا کوئی دارو نہیں، نہ کوئی علاج ہے)"۔

کأن سبیئة من بیت رأس
یکون مزاجها عسل وماء

السبيئة الخمر ، وبيت رأس موضع تكون فيه الخمر الغالية ، وقيل : رأس اسم رجل خمار ومزاجها خلطها .

ترجمہ : ...... "(محبوب کا خمار عشق) گویا شراب ہے جو بیت راس نامی جگہ سے لائی گئی ہو، اور اس میں شہد اور پانی ملایا جائے"۔

نولیـــهـــا الملامـــة إن ألمنا

إذا مـــا کـــان مـــقت أو لحـــاء

ونشـــر بهـــا فـــتـــتـــرکنا ملوکًا

وأســـدًا مـــا ینهنهنا اللقـــاء

ألمنا فعلنا ما نلام علیه. والمقت ما یمقت علیه أی ینقص من ضرب. واللحاء بالمد الملاحاة باللسان یرید إن فعلنا شیئًا من ذلك اعتذرنا بالسکر. وینهنهنا یضعفنا ویفزعنا.

ترجمہ : ...... ''اگر ہم سے کوئی لائق ملامت حرکت سرزد ہو تو ہم اسے شراب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں' جب کہ کوئی مار پٹائی یا لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ کا واقعہ ہو (یعنی جب کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آئے تو ہم یہ عذر کر دیتے ہیں کہ یہ شراب خانہ خراب کا اثر تھا)''۔

ترجمہ : ...... ''ہم وہ شراب پیتے ہیں تو وہ ہمیں (غم دنیا و عقبیٰ سے بے نیاز کر کے) بادشاہ بنا دیتی ہے اور ایسے شیر بہادر بنا دیتی ہے کہ ہمیں میدان کارزار کا مقابلہ ڈرپوک اور کمزور نہیں کرتا''۔

فائدہ : اوپر کے اشعار بطور تشبیب تھے' اور آخری شعر میں تخلص ہے۔ شاعر بتانا چاہتا ہے کہ جب معشوقہ مجازی کا عشق اس طرح بے چین کئے دیتا ہے کہ راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور جب دنیا کی یہ گندی شراب' جس کے عرب (قبل از اسلام) رسیا تھے' اس کی یہ تاثیر ہے کہ غم دوجہاں سے آزاد کر دیتی ہے اور قوی ترین دشمن کے مقابلہ میں شیردل اور بہادر بنا دیتی ہے تو جو لوگ محبوب حقیقی کے عشق میں مست و مدہوش ہوں اور جنہوں نے اللہ و رسول ﷺ کی محبت کی شراب طہور کے جام لنڈھائے ہوں ان کی قوت قلب اور دشمنوں کے مقابلہ میں بے خوفی کا کیا عالم ہو گا؟ مولانا

رومی ؒ کے بقول: ؎

جرعہ خاک آمیزچوں مجنون کند

صاف گر باشد ندانم چوں کند

چنانچہ شاعر اگلے شعر میں اپنے اصلی مقصد پر آتا ہے اور قریش مکہ کو للکارتے ہوئے کہتا ہے:

عـــدمنا خـــيلنا إن لـم تـروهـا

تثـيــر النقع مــوعــدها كــداء

تبـــارينا الأعنة مـــصـــعـــدات

على أكـتـافـهـا الأسل الظمـاء

النقع الغبار وكداء بفتح الكاف الثنية التى بأعلى مكة. وكدنى بضم الكاف الثنية التى بأسفل مكة. تبارينا تجاذبنا (ع) يعنى أنها لقوتها فى نفسها وصلابة أضراسها تضاهى أعنتها الحديد فى القوة وفى رواية ابن الحذاء: «يبارين الأسنة» فإن صحت فمعناها أنهن يضاهين قوامها واعتدالها. ومصعدات أى متوجهات إليكم من أصعد فى الأرض إذا ذهب مبتدئًا الذهاب ولا يقال ذلك فى الرجوع وفى رواية: «مصغيات» أى إنها لحدة نفوسها مستمعة. والأسل بفتح الهمزة والسين المهملة الرماح والظماء العطاش ووصف الرماح بالعطش لأن حاملها يريد أن يرويها بدم أعدائه. وفى بعض الروايات «على أكتافها الأسد الظماء».

ترجمہ: ...... "خدا کرے کہ ہمارے گھوڑے مرجائیں اور ہم ان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اگر تم ان کو اس حالت میں نہ دیکھو کہ مکہ پر چڑھائی کرنے کے لئے غبار اڑاتے ہوئے سرپٹ دوڑ رہے ہیں، جن کا مکہ مکرمہ میں داخلہ اعلیٰ مکہ یعنی کَدا ٔ سے ہوگا"

ترجمہ: ...... "اور اگر تم ان کو اس حالت میں نہ دیکھو کہ مکہ پر

چڑھائی کرتے ہوئے ہم سے لگامیں تڑا رہے ہیں (کہ ہم ان کی لگامیں کھینچتے ہوئے ان کو آہستہ چلنے پر مجبور کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ ہم سے لگامیں چھڑاتے ہوئے تیز رفتاری پر مصر ہیں، اور وہ اس حالت میں مکہ پر چڑھائی کر رہے ہیں کہ) ان کے کاندھوں پر خون آشام پیاسے نیزے ہیں۔ (جو دشمنوں کے خون سے سیراب ہونے کے لئے بے تاب ہیں)"۔

فوائد: ۱۔ کَدَاْ: بالفتح و المد۔ مکہ مکرمہ کی مشرقی جانب ہے۔ جس کو اعلیٰ مکہ اور معلاۃ کہا جاتا ہے اور کُدیٰ: بالضم و القصر۔ مکہ مکرمہ کی غربی جانب ہے۔ جس کو اسفل مکہ اور مسفلہ کہا جاتا ہے اور کُدَیٌ مسفلہ کی جانب ایک جگہ کا نام ہے۔

۲۔ فتح مکہ میں آنحضرت ﷺ کا داخلہ مکہ مکرمہ میں کَدَاْ سے ہوا تھا، گویا آنحضرت ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی پیش گوئی کو پورا فرمایا۔

۳۔ امام مسلم ؒ نے مناقب حسان رضی اللہ عنہ میں اس قصیدہ کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اس میں "عدمنا خیلنا" کے بجائے "ثَکِلْتُ بُنَیَّتِی" نقل کیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ "اگر ایسا نہ ہو تو خدا کرے میری پیاری بیٹی مر جائے اور مجھے اس کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑے"۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی لاج رکھی، اور جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا اسی طرح ظہور میں آیا۔

تظل جيادنا متمطرات
تلطمهن بالخمر النساء

الجياد الخيل ومتمطرات يعنى بالعرق من الجرى ومعنى تلطمهن أن هذه الخيل لكرمها على أهلها تبادرها النساء فتمسح وجوه هذه الخيل بالخمر بضم الخاء

والميم جمع خمار. ومعنى قوله: «عدمنا خيلنا» إلى هذا البيت أنه دعا على نفسه بهلاك خيله إن لم يغز قريشًا. وروى مسلم هذا البيت «ثكلت بنيتى إن لم تروها» والثكل فقد الولد. وبنيتى تصغير بنت، فهو بضم الباء وعند النواوى بكسر الباء لأنه قال وبنيتى أى نفسى (ب) ذكر ابن رشيق فى باب من تفاءل بالشعر قال: وممن تفاءل به حسان فقال للنبى ﷺ فى فتح مكة: «عدمنا خيلنا» فذكر هذه الأبيات الثلاثة من قوله: «عدمنا» إلى آخر البيت الثالث منه، وإنه لما كان يوم الفتح أقبل النساء يمسحن وجوه الخيل وينفضن الغبار عنها بخمرهن فقال قائل: لله در حسان إذ يقول: «عدمنا خيلنا» فذكر الأبيات الثلاثة. وروى أن الناس أمروا أن يسيروا إلى كداء تفاؤلا بهذا البيت ليصح فكان الأمر كذلك، وكان ﷺ يتفاءل ولا يتطير ويحب الفال الحسن. وقال: ثلاثة لا يسلم منهن أحد، الطيرة والظن والحسد، قيل فما المخرج يا رسول الله قال إذا تطيرت فلا ترجع وإذا حسدت فلا تبع وإذا ظننت فلا تحقق».

ترجمہ: ...... ”ہمارے گھوڑے ہمیشہ (مصروف جہاد رہنے کی وجہ سے) پسینہ میں شرابور رہتے ہیں اور عورتیں اپنے سر کی اوڑھنیوں کے ساتھ ان کے منہ اور بدن صاف کرتی ہیں“۔

فائدہ: خواتین کا اپنے سر کے دوپٹوں سے غازیوں کے گھوڑوں کو صاف کرنا ان گھوڑوں سے نہایت محبت واکرام کا مظاہرہ ہے۔

اُبیؒ شرح مسلم میں نقل کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا تو خواتین اپنے دوپٹوں کے ساتھ گھوڑوں کے منہ صاف کرنے اور ان کے بدن سے غبار جھاڑنے لگیں۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حسان رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے جو پیش گوئی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو سچ کر دکھایا۔

فإما تعرضوا عنا اعتمرنا
وكان الفتح وانكشف الغطاء

(ط) ظاهر هذا كما قال ابن هشام: إنه كان قبل الفتح فى عمرة الحديبية حين صد عن البيت، وقال ابن إسحاق: إن حسانًا قالها فى فتح مكة وفيها بعد قوله: (مسلم بالأبى ج/۸/ ۲٦)

ترجمہ: ...... ''پس اگر تم (اے اہل مکہ) ہم سے اعراض کرو (کہ ہمارے عمرہ کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالو) تو ہم عمرہ کرلیں اور بالآخر فتح ہو جائے اور پردہ چھٹ جائے''۔

فائدہ: اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسان ﷺ کا یہ قصیدہ عمرۂ حدیبیہ سے پہلے کا ہے، جس میں فتح مکہ کی پیش گوئی ہے۔ یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ اور ابن اسحاق کا قول یہ ہے کہ یہ قصیدہ فتح مکہ کے موقع پر کہا گیا۔ بظاہر پہلا قول راجح ہے اور دوسرا قول بعید ہے۔

وإلا فاصبروا لجلاد يوم
يعز الله فيه من يشاء

هذا من تجاهل العارف لأن حسانًا يعلم أن الله تعالى قد أعز دينه بقوله: ﴿ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين﴾ [المنافقون: ۸] وقد دل على ذلك فى البيت بعده:

ترجمہ: ...... ''ورنہ تم اس دن کے معرکہ کا انتظار کرو جس میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گے عزت عطا فرمائیں گے''۔

فائدہ: یہ شعر تجاہل عارفانہ کے طور پر مجارات مع الخصم کے ہے۔ ورنہ حضرت حسان ﷺ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت

فرمائیں گے اور آنحضرت ﷺ اور اہل اسلام ہی کو عزت عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿ولله العزة ولرسوله وللمومنين﴾ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اگلا شعر خود اس کی دلیل ہے۔

وجبريل رسول الله فينا
وروح القدس ليس له كفاء

أى لا يقاومه أحد. وروح القدس جبريل عليه السلام. والقدس الطهارة. والكفاء الكفء وهو المثل.

ترجمہ: ...... "اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہم میں اللہ تعالیٰ کے پیغامات لانے والے ہیں اور (وہ) روح القدس (یعنی پاکیزہ روح ہیں کہ) ان کی ٹکر کا اور کوئی نہیں"۔

وقال الله قد أرسلت عبداً
يقول الحق ليس به خفاء
شهدت به فقوموا صدقوه
فقلتم لا نقوم ولا نشاء

أى لا نقوم لتصديقه ولا نريده فعاندوا ولما كان ذلك قال:

ترجمہ: ...... "اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک ایسے بندۂ خاص (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کو بھیجا ہے جو حق کہتے ہیں ان (کے رسول اللہ ہونے) میں ذرا بھی شبہ اور التباس نہیں صلی اللہ علیہ وسلم"۔

ترجمہ: ...... "میں نے خود اس کی شہادت دی ہے پس تم بھی اٹھو

اور آنحضرت ﷺ کی تصدیق کرو۔ پس تم نے کہا کہ ہم نہ اٹھیں گے اور نہ تصدیق کرنا چاہیں گے"۔

وقال الله قد يسرت جنداً
هم الأنصار عرضتها اللقاء

عرضتها بضم العين أى قصدها ولم يذكر المهاجرين لأنهم لم يظهر لهم أمر إلا عند اجتماعهم بالأنصار.

ترجمہ: ...... "اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اگر تم آنحضرت ﷺ کی نصرت کے لئے نہیں اٹھتے تو نہ اٹھو، مجھے اس کی پروا نہیں کیونکہ) میں نے (آنحضرت ﷺ کی نصرت کیلئے) ایک لشکر تیار کر دیا ہے اور یہ انصار کا لشکر ہے۔ جن کا اصل نشانہ میدان کارزار میں تمہارا مقابلہ ہے"۔

لنا فى كل يوم من معد
سباب أو قتال أو هجاء

يعنى بمعد قريشاً لأنهم من ولد معد بن عدنان، وأو للتنويع. ويعنى بالسباب السب نثراً وبالهجاء السب نظماً ويدل على ذلك قوله:

ترجمہ: ...... "ہر آئے دن قریش مکہ کے ساتھ ہماری ٹھنی رہتی ہے، کبھی زبانی سبّ وشتم کا تبادلہ، کبھی میدان جنگ میں قتل وقتال کا معرکہ، اور کبھی قصائد میں ایک دوسرے کی برائی کا مقابلہ"۔

نحكم بالقوافى من هجانا
ونضرب حين تختلط الدماء

أى نجيب الهاجى بأبلغ من هجائه وأصعبه عليه فيمتنع من العود ويعنى باختلاط الدماء التحام الحرب.

ترجمہ : ...... ''چنانچہ جو شخص اشعار میں ہماری برائی کرے ہم قصائد کے ذریعہ اس کی مذمت کا فیصلہ چکاتے ہیں اور جب خونریزی کا معرکہ ہو تو ہم ان کی گردنیں اڑا دیتے ہیں''۔

ألا أبلغ أبا سفيان عني
مغلغلة فقد برح الخفاء

المغلفة الرسالة تحمل من بلد وبرح الخفاء انكشف المضمر.

ترجمہ : ...... ''ہاں! ابو سفیان کو میری جانب سے پیغام پہنچا دو' کیونکہ اس کے دل کے گندے خیالات سے پردہ ہٹ چکا ہے۔ (اور وہ پیغام اگلے شعر میں ذکر کیا ہے)''۔

فائدہ: یہاں ابو سفیان سے ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب مراد ہیں' ان کا نام مغیرہ تھا' آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں' آنحضرت ﷺ کے شدید معاند تھے' انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تنقیص میں قصیدہ لکھا تھا' جس کا جواب حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قصیدہ میں دے رہے ہیں۔

یہ ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے' اور غزوۂ حنین کی شدت میں آنحضرت ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا: کون ہے؟ عرض کیا: ''انا ابن امك يا رسول الله!'' .... (یا رسول اللہ! میں آپ کا ماں جایا ابو سفیان ہوں)۔ علماء فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے تقرب کی نیت سے انہوں نے ''ابن عمك'' کے بجائے ''ابن امك'' کہا۔ کیونکہ اوپر کی ماں یعنی دادی دونوں کی ایک ہو سکتی ہے۔

بأن سيوفنا تركتك عبداً
وعبد الدار سادته الإماء

أى تركتك ذليلا ذل العبيد.

ترجمہ : ...... "ہاں! ابو سفیان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہماری تلواروں نے تجھے ذلیل غلام بنا ڈالا ہے' پورے احاطے کا غلام' جس پر لونڈیاں حکومت کرتی ہیں"۔

هجوت محمداً وأجبت عنه
وعند الله فى ذاك الجزاء

يروى لما أنشد هذا البيت قال له عليه الصلاة والسلام: «جزاءك عند الله الجنة».

ترجمہ : ...... "ابوسفیان! تو نے اپنے قصیدے میں حضرت محمد ﷺ کی برائی کی اور میں نے آپ ﷺ کی جانب سے تجھے جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مجھے اس پر اجر وثواب ملے گا"۔

فائدہ : روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ شعر سن کر فرمایا : "حسان! اللہ تعالیٰ کے یہاں تیری جزا جنت ہے۔" سبحان اللہ! کیسی بہترین جزا ملی۔ رضی اللہ عنہ۔

هجوت محمداً براً حنيفاً
رسول الله شيمته الوفاء

البر الواسع الخير والنفع من البر بالكسر وهو الاتساع بالإحسان وهو اسم بجمع الخير كله. ويكون البر أيضاً بمعنى المتنزه عن المآثم ومنه: «بيع مبرور» إذا لم

يخالطه كذب «وحج مبرور» لا يخالطه مأثم ومعنى حنيفًا مستقيمًا والحنف الاستقامة وسمى الرجل المائل أحنف تفاؤلا ، وقيل : أصل الحنف الميل والحنيف المائل وشيمته أى خلقه.

ترجمہ : ...... "ابو سفیان! تو نے حضرت محمد ﷺ کی تنقیص کی؟ جو نیک ' پاک اور دین حنیف کے پیروکار ہیں ' جو اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول ہیں اور جن کی عادت وجبلت وفاداری ہے (تجھے ایسی مقدس ہستی کی تنقیص کرتے ہوئے شرم نہ آئی؟)"۔

أتهجوه ولست له بكفء

فشرّكما لخيركما الفداء

استشكل بأن أفعل التفضيل يقتضى الشركة فى أصل ما وقعت المفاضلة فيه ولا شر عنده ﷺ وأجيب بأن ذلك على اعتقادهم أو أن أفعل هنا ليست للمفاضلة كقولهم : "العسل أحلى من الخل" :

ترجمہ : ...... "کیا تو آنحضرت ﷺ کی تنقیص کرتا ہے؟ حالانکہ تو آپ ﷺ کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچتا! پس تم دونوں میں کا برا (یعنی ابوسفیان) دونوں میں کے بہتر (یعنی آنحضرت ﷺ) پر فدا ہو جائے"۔

فائدہ: ابن اسحاق کی روایت میں یہاں ایک اور شعر کا اضافہ ہے۔

أَمَنْ يهجو رسول الله منكم ويمدحه وينصره سواء؟

ترجمہ : ...... "تم میں سے جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جو آپ ﷺ کی مدح اور نصرت کرتا ہو ' تمہی کہو کہ کیا یہ دونوں برابر ہیں؟"

فإن أبی ووالده وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

احتج به ابن قتیبة علی أن عرض الرجل نفسه لا سلفه لأنه قد ذکر سلفه بعرضه وغیره یأبی ذلك ویقول: عرض الرجل أموره کلها التی یحمد بها ویذم من نفسه وأسلافه وکلما تلحقه النقیصة بعیبه وحجتهم قول مسکین الدارمی:

ترجمہ: ...... ”پس میرے باپ دادا، میری ماں اور میری عزت و آبرو (بیوی بچے) حضرت محمد ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہیں (کہ آئندہ تم آنحضرت ﷺ کے بجائے میرے ماں باپ اور میری ناموس کو نشانہ بناؤ گے، آنحضرت ﷺ کو نہیں)“۔

لسانی صارم لا عیب فیه
وبحری لا تکدره الدلاء

الصارم السیف القاطع، ومعنی لا تکدره لا تغیره وهذا مثل یضرب للرجل العظیم الحلیم الذی لا یبالی بما یرد علیه من الأمور وبهذا البیت کنی حسان أبا الحسام.

ترجمہ: ...... ”میری زبان وہ تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں۔ (یعنی اس کی کاٹ کی کوئی تاب نہیں لا سکتا) اور میرا دریا، ایسا دریائے فراواں ہے جس کو ڈول گدلا نہیں کر سکتے (یعنی کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا)“۔

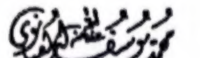
الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی

---

(۱) رواه التر[illegible] فی مسنده (۲/۲۷۷).

مولانا محمد سید المرسلین وعلی آله وأصحابه أجمعین.

الحمدللہ! کہ آج ۲۲/ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ کو مکہ مکرمہ میں ترجمہ کی تسوید سے فراغت ہوئی۔



۲۲/ ۸/ ۱۴۱۶ھ

(نزیل مکہ مکرمہ بر مکان مولانا مفتی مزّمل حسین کاپڑیا زید مجدہ)

اطیب النغم

فی

مدح سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم

○○○

تالیف

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۷۶ھ

ان فی ذلک لآیۃ لاولی الالباب

بحمد اللہ والمنۃ کہ از تصنیفات ملک سالک عالم ربانی قطب حقانی لسان العرب ترجمان العجم [illegible]

الحکم الکریم [illegible] شاہ ولی اللہ صاحب محدث [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم

[illegible]